وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ

بدر

قادیان

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان کا تبلیغی تعلیمی اور تربیتی ترجمان

ایڈیٹر :- محمد حفیظ بقاپوری۔
نائب ایڈیٹر :- جاوید اقبال اختر۔

۳۰ ربیع الآخر ۱۳۹۴ھ | ۲۳ ہجرت ۱۳۵۳ ہش | ۲۳ مئی ۱۹۷۴ء

یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا

وہ جو کسی ابتلاء سے لغزش کھائیگا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

" تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اس کی طرف دنیا کی توجہ نہیں۔ وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں ان کے لئے موقعہ ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پاویں۔

یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے۔ کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے۔ تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعوئے بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلاء سے لغزش کھائے گا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا۔ اور بدبختی اس کو جہنم تک پہنچائے گی۔ اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے اچھا تھا۔ مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی۔ اور دنیا ان سے سخت کراہت سے پیش آئے گی۔ وہ آخر فتح یاب ہوں گے اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائیں گے۔"

(الوصیۃ صفحہ ۱۱)

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۳ ہجرت ۱۳۵۳ ہش

نظم کچھ کام نہیں بنتا خلافت کے بغیر

رابطہ عالم اسلامی کی مکہ کانفرنس کی اُن قرار دادوں پر ہماری تنقید کا سلسلہ جاری ہے جو شرکائے کانفرنس نے از راہِ ظلم و تعدی جماعتِ احمدیہ کے خلاف منظور کیں۔ جماعتِ احمدیہ ہر سال ۲۷ مئی کو یوم خلافت مناتی ہے۔ اور یہ دن جماعتِ احمدیہ کی تاریخ میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اس لئے کہ اس سے ایک روز قبل ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدیٔ معہودؑ کی وفات ہوئی۔ اور اگلے روز یعنی ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو قادیان میں جماعت کے حاضر الوقت کثیر التعداد افراد نے حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کی وصایا مندرجہ رسالہ "الوصیۃ" کے مطابق آپؑ کے بعد شخصی خلافت کو آپ کا قائم مقام بننے کا فیصلہ کیا۔ سب نے بالاتفاق حامی الدین حضرت مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کو حضرت امام مہدیؑ کا پہلا خلیفہ اور جانشین منتخب کرتے ہوئے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آج کے دن اس اہم جماعتی فیصلہ پر ۶۶ سال پورے ہو گئے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ جماعتِ احمدیہ میں نظامِ خلافت کو رائج ہوئے ۲۷ مئی ۱۹۷۴ء سے ۶۷ واں سال شروع ہوا۔ ۶۶ سال کوئی معمولی وقت نہیں۔ اس طویل وقت میں جماعتِ احمدیہ کو جو عالمگیر سطح پر شاندار اسلامی خدمات سرانجام دینے کی سعادت حاصل ہوئی اس کی تمام تر بنیادی وجہ وہ مبارک نظام ہے جسے جماعت نے مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی رحلت کے معاً بعد اپنے لئے پسند کیا۔ درحقیقت یہی وہ بابرکت نظام ہے جس کی خوشخبری آج سے چودہ سو سال پہلے خود سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمتِ مسلمہ کو سنائی اور فرمایا کہ آخری زمانہ میں پھر سے خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا قیام عمل میں آئے گا۔ اور اس طرح اسلام کا دورِ ثانی اس کے دورِ اوّل کے ساتھ اس جہت سے بھی کامل مشابہت پیدا کرے گا۔ خلافت علیٰ منہاج النبوت کے قیام کے بارہ میں مشکوٰۃ شریف مجتبائی کتاب الفتن صفحہ ۴۶۱ میں مفصل حدیث آئی ہے۔ بارہا ان صفحات میں ان مبارک الفاظ نبویؐ کا ذکر ہوا۔ اور ان کی بناء پر ہر سعادت مند جماعت کو اس امر کے لئے دعوت فکر دی گئی کہ مقدس نبی آخر الزمانؐ کا سچا اُمتی ہونے کے ناطے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اس زمانہ میں خلافت علیٰ منہاج النبوت کے ساتھ وابستہ ہو جائے۔ تا وہ بھی اسلام کی اُن روحانی فتوحات اور سربلندیوں میں حصہ دار بنے جو خلافت علیٰ منہاج النبوت کے لئے مقدر ہیں۔

جیسا کہ ہم بارہا اس امر کا تذکرہ کر چکے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے وہ وعدہ جو آیتِ استخلاف میں تمام مومنوں کو اس نعمت عظمیٰ سے سرفراز کئے جانے کا کیا ہے، سورۃ النور میں مذکور ہے اور سورت النور وہ سورت ہے جس کے آغاز میں فرمایا کہ سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَاۤ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (آیت ۲) یعنی یہ ایک ایسی سورت ہے جسے ہم نے اتارا ہے اور اس میں بیان کردہ احکام کو خاص طور پر فرض کیا ہے۔ ہماری تحقیق کے مطابق اور مسلمانوں کی اس زمانے میں بہت بڑی ضرورت کے پیشِ نظر مسلمانوں کی "ہیئتِ جامعہ" خلافت کے ذریعہ سے ہی قائم رہ سکتی ہے۔ اور چونکہ سورت النور میں مسلمانوں کی اسی ھَیْئَةٌ جَامِعَةٌ کو خلافتِ حقہ اسلامیہ کے نام سے ذکر کیا ہے اس لئے اس سورت شریفہ کے شروع ہی میں بطور تمہید یا براعتِ استہلال فرمایا کہ سورۃ انزلنٰھا و فرضنٰھا کہ اس سورت کو ہم نے اتارا ہے اور اس میں بیان کردہ احکام کو بطورِ خاص فرض کیا ہے تا مسلمان اس کی اہمیت کو جانیں اور اس کی طرف خاص توجہ دے کر اس کی برکات سے مستفید ہوں۔

ہم اُوپر اس بات کا بطور اشارہ ذکر کر چکے ہیں کہ احمدیہ جماعت کو نظامِ خلافت میں منسلک ہوئے ۶۶ سال کا زمانہ گزر گیا۔ اس عرصہ میں جماعتِ احمدیہ اور دوسرے اسلامی فرقوں کی مساعی بھی دُنیا کے سامنے ہیں۔ ہر شخص جو اس پہلو سے جماعتِ احمدیہ کا دیگر اسلامی فرقوں سے موازنہ کرے گا وہ اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ اسلام کی تبلیغ اور قرآنِ کریم کی اشاعت جس انداز اور جس منظم طریق پر جماعتِ احمدیہ نے گزشتہ سالوں میں کی ہے۔ اس کی نظیر کوئی دوسرا اسلامی فرقہ پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اور یہی بات سوچنے کی ہے کہ اس قدر عظیم الشان دینی خدمت کی جو توفیق اس جماعت کو حاصل ہوئی۔ اس کی کیا وجہ تھی؟ اس کی وجہ جیسا کہ ہم نے عرض کیا جماعت کا ایک ہاتھ پر جمع ہو کر خدمتِ دین میں لگ جانا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں دوسرے اسلامی فرقے بھی بزعم خود تو دین کی خدمت کا ہی کرتے ہیں۔ لیکن جس منظم طریق پر دین کی خدمت اور قرآنِ کریم کی اشاعت کا کام جماعتِ احمدیہ نے سرانجام دیا اور دے رہی ہے۔ اس کا ہزارواں حصہ بھی کسی دوسرے اسلامی فرقہ سے ہونہیں پایا۔

درانحالیکہ یہ سب تنظیمیں اپنی جگہ پر خوب منظم ہیں۔ بلکہ بارہا ایسا بھی ہوا کہ بہت سی تنظیمیں مل کر احمدیہ جماعت کے مقابلہ پر آتی رہیں۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ ان کے پاس کوئی مثبت پروگرام اسلام کی ٹھوس خدمت کا نہ تھا اور نہ ہی وہ سنجیدگی سے اس پہلو سے کوئی خدمت کرنا ہی چاہتے تھے۔ ان کا اتحاد و اتفاق تو محض جماعت کی مخالفت میں ہوا تھا۔ اور چند روز جماعت کے خلاف شور و غوغا کرنے کے بعد پھر ہر شخص نے اپنے اپنے گھر کی راہ لی۔ اُنہیں اس بات سے کچھ بھی سروکار نہ تھا کہ اسلام پر کیا بیت رہی ہے۔ اور اسلام سے محبت اُن سے کس عملی جد و جہد کا تقاضا کرتی ہے۔ یہ صورتِ حال کوئی ایک آدھ بار پیدا نہیں ہوئی متعدد ایسے مواقع آئے کہ احمدیہ جماعت کی ایسی ہی امتیازی خدمات کو دیکھ کر ان کے دلوں میں بھی جوش پیدا ہوا۔ مگر ان کا جوش بس احمدیت کی مخالفت ہی میں ختم ہو گیا۔ اسلام کے لئے کوئی قابلِ ذکر عملی خدمت آج تک نہ کر پائے۔ مولانا نذیر حسین صاحب دہلوی، مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی سے لے کر مولانا مودودی صاحب اور مولانا ابوالحسن علی صاحب ندوی تک ہر عالم ہی اپنے اپنے وقت پر احمدیت کی مضبوط چٹان سے ٹکرایا مگر اپنا ہی سر پھوڑنے کے سوا احمدیت کا کچھ بگاڑ نہ سکا۔ اہلِ قلم حضرات نے احمدیت کے خلاف غلط فہمیاں پھیلانے اور زورِ تحریر سے جادۂ حق سے برگشتہ کرنے کے پورے جتن کئے مگر کسی کو کامیابی نہ ہوئی۔ احمدیت کا قافلہ اپنے قافلہ سالار کی سرکردگی میں اپنی منزل کی طرف برابر رواں دواں رہا — !!

گزشتہ ۶۶ سالوں پر پھیلی احمدیت کی لمبی تاریخ مخالفین و معاندین کی ناکامیوں کا اعلان کر رہی ہے۔ کہاں گئے احرار اور کہاں گئے مودودیئے جو احمدیت کو بیخ و بُن سے اکھیڑ دینا چاہتے تھے۔ وہ خود گوشۂ گمنامی میں چلے گئے۔ مگر احمدیت کو بفضل اللہ و برحمتہ تمام دُنیا میں دن دوگنی رات چوگنی ترقی مل رہی ہے۔ اور وہ دن دُور نہیں جب اس جماعت کے ذریعہ اسلام کا عالمگیر روحانی غلبہ دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گی۔ انشاء اللہ۔

حال ہی میں ۶ اپریل تا ۱۰ اپریل مکہ میں دُنیا کی اسلامی تنظیموں کے بہت سے نمائندے جمع ہوئے۔ ان سب نے بھی اسلام کی خدمت کے لئے چند منصوبے بنائے۔ اور ساتھ ہی احمدیت کی مخالفت میں بھی کچھ قرار دادیں پاس کیں۔ مگر سوائے زبانی جمع خرچ کے یا چند ہوائی قلعوں کی تعمیر کے اُن کے اندر کوئی ٹھوس عملی منصوبہ نہیں — !!

مقامِ غور ہے ایک طرف جماعتِ احمدیہ کے عملی کارناموں سے براعظموں کے براعظم بھرے پڑے ہیں۔ وہاں کے ہزاروں ہزار لوکل باشندے جو کچھ عرصہ پہلے نہ تو اسلام سے کچھ واقف و آگاہ تھے اور نہ مقدس بانیٔ اسلام فداہ النفس والارواح کا انہیں کچھ علم تھا۔ مگر احمدی مبلغین کی شبانہ روز تبلیغ اور للّٰہی خدمات کے نتیجہ میں آج وہی لوگ۔ اسلام پر اپنی جانیں قربان کرنے کو تیار ہیں۔ اور اُن کی زبانیں پیارے رسُول نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف سے تر رہتی ہیں۔ ان کا تمام تر محبوب مشغلہ دینِ اسلام کی تبلیغ و اشاعت ہے۔

یوں تو مکہ کانفرنس میں جماعتِ احمدیہ کے خلاف زوردار قرار دادیں پاس کی گئی ہیں۔ لیکن — قرار دادوں کا نفس مضمون اس امر کی غمازی کر رہا ہے کہ ان کے مرتبین جماعتِ احمدیہ کے عملی کام سے بہت زیادہ مرعوب ہیں۔ مگر تلبیس کی خاطر جماعت کے شاندار کارناموں کو کسی اور ہی شکل میں پیش کرتے ہیں ؎

کضرائر الحسناء قلن لوجھہا ٭ حسدًا و بُغضًا اِنّہ لذمیم

چنانچہ قرار داد کی حسب ذیل عبارت اس پر شاہد ناطق ہے۔ لکھا ہے:-

"اس تحریک نے اسلام دشمن طاقتوں کی مدد اور سرمایہ سے عبادت گاہیں بنائی ہیں۔ جہاں ذہنی الحاد اور گمراہی اور قادیانی مذہب کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس تحریک نے مدارس، ادارے اور یتیم خانے کھولے ہیں۔ ان سب میں قادیانیت سرگرمِ عمل ہے قادیانی لوگوں نے قرآن کریم کے تحریف شدہ ترجمے مختلف زبانوں میں نشر کئے ہیں"

(سہ روزہ الجمعیۃ دہلی ۲۹ ؍اپریل ۷۴ء)

حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں کو دین کے لئے مخلصانہ عملی قربانی کا نہ تجربہ ہے اور نہ جماعتِ احمدیہ کے متعلق حسنِ ظن سے کام لیتے ہیں، اُن کی طرف سے اس طرح کے خیالات کا اظہار چنداں بعید از قیاس نہیں لیکن جس شخص کو جماعتِ احمدیہ کا قریب سے مطالعہ کرنے کا موقعہ ملا ہے اور وہ حق و صداقت کا متلاشی بن کر حقیقت الامر سے آگاہ ہوا وہ بخوبی جانتا ہے کہ بانیٔ تحریک احمدیت سے لے کر آپؑ کے تمام خلفاء تک نے جماعت کے ہر فرد کو دینِ اسلام کی مخلصانہ خدمت کے لئے ہر قسم کی مالی و جانی قربانیوں کا ایسا عادی بنا دیا ہے کہ امام ہمام کی طرف سے کسی بھی تحریک پر ہزاروں ہزار روپے بلکہ اب تو کروڑوں روپے کا جمع کر دینا چنداں مشکل نہیں — جماعتِ احمدیہ کی مثال سوائے اسلام کے صدرِ اوّل کے مسلمانوں کے اور کہیں دیکھنے میں نہیں آتی۔ وجہ یہ ہے کہ آج کے رسمی مسلمان جو اس قربانی کے اخلاص روح سے یکسر تہی دامن ہیں، ایسی مخلصانہ قربانیاں دینے والوں کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اسی کوتاہ بینی کے سبب احمدیوں کی مخلصانہ قربانیوں

(باقی ملاحظہ ہو صفحہ ۱۵ پر)

قدیم سے سُنّت اللہ یہی ہے کہ خُدا تعالیٰ دو قُدرتیں دِکھلاتا ہے

تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے

وُہ دائمی ہے جس کا سِلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا

سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا اپنی جماعت کو ایمان افروز خطاب

"خدا کا کلام مجھے فرماتا ہے کہ کئی حوادث ظاہر ہوں گے۔ اور کئی آفتیں زمین پر اتریں گی۔ کچھ تو اُن میں سے میری زندگی میں ظہور میں آجائیں گی۔ اور کچھ میرے بعد ظہور میں آئیں گی۔ اور وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دے گا۔ کچھ میرے ہاتھ سے اور کچھ میرے بعد۔

یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ اور ان کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ۔ * اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ نبیوں اور رسولوں کا یہ منشا ہوتا ہے کہ خدا کی حجّت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے۔ اور جس راستبازی کو وہ دُنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دیتا ہے۔ اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قُدرت کا دکھاتا ہے۔ اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (١) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (٢) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابُود ہو جائے گی۔ اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں۔ اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دُوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے وقت میں ہوا۔ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی۔ اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا۔ اور اس کو نابُود ہوتے ہوتے تھام لیا۔ اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا۔ یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے وقت میں ہوا۔ جب کہ حضرت موسیٰؑ مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزل مقصود تک پہنچاویں فوت ہو گئے اور بنی اسرائیل میں اُن کے مرنے سے ایک بڑا ماتم برپا ہوا۔ جیسا کہ توریت میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل اس بے وقت موت کے صدمہ سے اور حضرت موسیٰؑ کی ناگہانی جدائی سے چالیس دن تک روتے رہے۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے ساتھ معاملہ ہوا۔ اور صلیب کے واقعہ کے وقت تمام حواری تتر بتر ہو گئے۔ اور ایک ان میں سے مرتد بھی ہو گیا۔

سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دِکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو۔ اور تمہارے دِل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لئے دُوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے۔ اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا۔ اور وہ دُوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قُدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا۔ جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہینِ احمدیہ میں وعدہ ہے۔ اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ مَیں اس جماعت کو جو تیرے پَیرو ہیں قیامت تک دُوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آئے۔ تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچّا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا۔ اگرچہ یہ دن دُنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے۔ پر ضرور ہے کہ یہ دُنیا قائم رہے۔ جب تک وہ تمام باتیں پُوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور مَیں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرتِ ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دُعا کرتے رہو۔ اور چاہیئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک مُلک میں اکٹھے ہو کر دُعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو۔ اور تمہیں دکھا دے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔ اپنی موت کو قریب سمجھو۔ تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آجائے گی۔

* (ترجمہ) خدا نے لکھ رکھا ہے کہ وہ اور اس کے نبی غالب رہیں گے۔ منہ

اور چاہیئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں، میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں[لمہ] خدا تعالےٰ چاہتا ہے کہ اُن تمام رُوحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں، کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں۔ توحید کی طرف کھینچے۔ اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالےٰ کا مقصد ہے۔ جس کے لئے مَیں دُنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پَیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دُعاؤں پر زور دینے سے اور جب تک کوئی خدا سے رُوح القدس پاکر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔

اور چاہیئے کہ تم بھی ہمدردی اور اپنے نفسوں کے پاک کرنے سے رُوح القدس سے حصّہ لو۔ کہ بجز رُوح القدس کے حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہوسکتی اور نفسانی جذبات کو بکلّی چھوڑ کر خدا کی رضا کے لئے وہ راہ اختیار کرو جو اس سے زیادہ کوئی راہ تنگ نہ ہو۔ دُنیا کی لذّتوں پر فریفتہ مت ہو۔ کہ وہ خدا سے جُدا کرتی ہیں۔ اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کرو۔ درد جس سے خدا راضی ہو اُس لذّت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہوجائے۔ اور وہ شکست جس سے خُدا راضی ہو اُس فتح سے بہتر ہے جو موجب غضبِ الٰہی ہو۔ اُس محبّت کو چھوڑ دو جو خدا کے غضب کے قریب کرے۔ اگر تم صاف دِل ہوکر اس کی طرف آجاؤ تو ہر ایک راہ میں وہ تمہاری مدد کرے گا۔ اور کوئی دشمن تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا کو چھوڑ کر۔ اپنی عزّت کو چھوڑ کر اپنا مال چھوڑ کر اپنی جان چھوڑ کر اُس کی راہ میں تلخی نہ اٹھاؤ۔ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اُٹھا لوگے تو ایک پیارے بچّے کی طرح خدا کی گود میں آجاؤ گے اور تم اُن راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں۔ اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے۔ لیکن تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں۔"

(الوصیّۃ صفحہ ۵ تا ۹)

[لمہ] ایسے لوگوں کا انتخاب مومنوں کے اتفاق رائے پر ہوگا۔ پس جس شخص کی نسبت چالیس مومن اتفاق کریں گے وہ اس بات کے لائق ہے کہ میرے نام پر لوگوں سے بیعت لے وہ بیعت لینے کا مجاز ہوگا۔ اور چاہیئے کہ وہ اپنے تئیں دُوسروں کے لئے نمونہ بنائے۔ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ مَیں تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذُرّیت سے ایک شخص کو قائم کروں گا۔ اور اس کو اپنے قُرب اور وحی سے مخصوص کروں گا۔ اور اس کے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا۔ اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کریں گے سو اُن دنوں کے منتظر رہو۔ اور تمہیں یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اس کے وقت میں ہوتی ہے۔ اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے۔ یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابلِ اعتراض ٹھہرے جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا بھی پیٹ میں صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے۔ منہ

درخواستِ دُعا

خاکسار کے دو نسبتی بھائی مکرم عبد الحفیظ صاحب فانی بی۔ اے آنرز کا اور برادرم عبد الحق صاحب مشتاق بی۔ اے فائینل کا امتحان دے رہے ہیں۔ جملہ احباب سے ان کی نمایاں کامیابی کے لئے درخواستِ دعا ہے۔

خاکسار: بشارت احمد بشیر دفتر دعوۃ و تبلیغ قادیان

مقامِ خلافت

اور

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واضح مسلک

ذیل میں حضرت حاجی الحرمین مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چند مفید اور کار آمد حوالے ہدیۂ قارئین کئے جاتے ہیں جن سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ جماعت احمدیہ میں خلافت علیٰ منہاجِ نبوت کے قیام کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کا کیا مسلک تھا ———— (ایڈیٹر)

"مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا ہے اور نہ مَیں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے۔ پس مجھ کو کسی انجمن نے بنایا ہے اور نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا ہوں۔ اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں۔ اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی رِدا کو مجھ سے چھین لے۔"

(بدر ۴ر جولائی ۱۹۱۲ء)

"خلیفہ اللہ ہی بناتا ہے۔ میرے بعد بھی اللہ ہی بنائے گا۔"

(پیغامِ صلح ۲۴ر فروری ۱۹۱۴ء)

"خلافت کیسری کی دکان کا سوڈا واٹر نہیں۔ تم اس بکھیڑے میں کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اَور بن سکتا ہے۔ پس جب میں مرجاؤں گا تو وہی کھڑا ہوگا۔ جس کو خدا چاہے گا۔ اور خدا اُس کو آپ کھڑا کر دے گا۔"

"تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کئے ہیں۔ تم خلافت کا نام نہ لو۔ مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے۔ اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہوسکتا ہوں۔ اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے۔ اگر تم زیادہ زور دوگے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں۔ جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے۔"

(بدر ۴ر جولائی ۱۹۱۲ء)

"خدا نے جس کام پر مجھے مقرر کیا ہے مَیں بڑے زور سے خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں اس کُرتے کو ہرگز نہیں اُتار سکتا اگر سارا جہان بھی اور تم بھی میرے مخالف ہوجاؤ تو مَیں بالکل تمہاری پرواہ نہیں کرتا۔ اور نہ کروں گا۔ تم معاہدہ کا حق پورا کرو پھر دیکھو کس قدر ترقی کرتے ہو۔ اور کیسے کامیاب ہوجاتے ہو۔"

(بدر ۲۱ر اکتوبر ۱۹۰۹ء)

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۲۰ر ہجرت (مئی)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت وسلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر طرح اپنا فضل شاملِ حال رکھے اور حضور کی قیادت میں تمام جماعت کو اعلیٰ دینی خدمات کی توفیق ملتی رہے اور اسلام کے روحانی غلبہ کے دِن قریب سے قریب تر ہوتے جائیں آمین۔

قادیان ۲۰ر ہجرت۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہٗ اللہ تعالیٰ مع اہل وعیال بفضلہ تعالےٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

★ — حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل مع جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

★ — چند روز سے وقتاً فوقتاً معمولی ترشح کے سبب گرمی کی شدت میں کمی آگئی ہے۔

دردمند دلوں کی پکار — خلافت!

بفضلہ تعالیٰ اس نعمتِ عظمیٰ سے جماعت احمدیہ متمتع ہو رہی ہے

از
محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی فاضل
مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ ۔ بمبئی

خدا تعالیٰ کے انبیاء و مرسلین دنیا میں ایک روحانی و اخلاقی انقلاب برپا کرنے کے لئے مبعوث ہوتے ہیں۔ ان کی زندگی میں الٰہی مقصد و مشن کی تخم ریزی ہوتی ہے۔ ان کی وفات کے بعد قومی تنظیم اور شیرازہ کو قائم رکھنے، اور مومنوں میں وحدت کے قیام، ان کے مقدس مشن کی تکمیل اور جماعت کی تربیت و نگرانی کے لئے "خلافت" کی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے

مَا کَانَتْ نُبُوَّۃٌ قَطُّ اِلَّا تَبِعَتْھَا
خِلَافَۃٌ (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۱۹
خصائص کبریٰ للسیوطی)

کہ ہر نبوت کے بعد خلافت کا دور آتا ہے۔

مذکورہ بالا سنتِ انبیاء کے مطابق اور آیتِ استخلاف کے وعدۂ ربانی کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بھی امتِ مسلمہ میں نظامِ خلافت جاری ہوا۔ اور خلفاء راشدین ایک طرف اگر امتِ محمدیہ کے اتحاد و اجتماع کا باعث ہوئے تو دوسری طرف اسلام کے استحکام اور اشاعت کا موجب ہوئے۔ اور ان کے عہد میں اسلام نے دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کی جس کے نتیجہ میں اسلام کو دنیا میں ایک خاص عظمت و شان حاصل ہوئی۔ مسلمانوں کی قومی زندگی و عروج کا اصل دور خلافتِ راشدہ کا ہی زمانہ تھا۔

خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے بعد مسلمانوں میں ملوکیت کا دور آیا اور مسلمانوں میں باہمی اختلاف و انشقاق کی وجہ سے تنزل و ادبار کے آثار ظاہر ہوئے۔ چنانچہ مولانا ابو الکلام صاحب آزاد فرماتے ہیں کہ:۔

"اجتماع و ائتلاف کی یہ حالت حضرت علی علیہ السلام پر ختم ہو گئی۔ اس کے بعد سے تشتت و افتراق کا دور شروع ہوا۔ از انجملہ مرکزی قوتوں اور منصوبوں کا انتشار و تشتت تھا جس نے فی الحقیقت امت کا تمام نظام شرعی و اصلی درہم برہم کر دیا۔ خلافتِ خاصہ کے بعد یہ ساری تجاویز قوتیں الگ الگ ہو گئیں۔"

(مسئلہ خلافت صفحہ ۱۱۲)

خلافتِ راشدہ کے بعد مسلمانوں میں باوجود باہمی اختلاف و انتشار کے کسی نہ کسی شکل میں نام نہاد خلافت کو نبوت بھی قائم رہا۔ بالآخر سلطنتِ عثمانیہ کے زوال کے بعد ۱۹۲۵ء میں ترکی میں اس نام نہاد خلافت کو بھی ختم کر دیا گیا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ مسلمان بھی سیاسی، اخلاقی اور روحانی اعتبار سے تنزل و ادبار کے گڑھے میں گرتے چلے گئے اور اس آخری زمانہ میں مسلمانوں کی طاقت غیر مسلموں کے مقابلے میں نہ ہونے کے برابر رہ گئی۔ مسلمانوں کی اس کسمپرسی کو دیکھ کر ہی علامہ اقبال کے دردمند دل نے بھی کہا ؎

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

کیونکہ بقول عبد الحمید خاں صاحب شوق ؎

خلافت ہی سے وابستہ ترقی ہے جماعت کی
یہی تو کاروانِ دین کی اصلی تیاری ہے

—— (۲) ——

اس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور ترقی و اشاعت کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو مسیح موعود اور مہدی معہود بنا کر مبعوث فرمایا۔ حضور علیہ السلام نے دلائلِ ساطعہ اور براہینِ قاطعہ، نشاناتِ سماوی اور دعاؤں کے ذریعہ سے اسلام کے غلبہ اور شوکت کو دیگر ادیان پر ثابت کر دکھایا اور مذاہبِ عالم کے پیروؤں میں سے کسی کو آپ کے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ حضور فرماتے ہیں:۔

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے
صفِ دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے

حضرت مہدی معہود علیہ السلام کے وصال کے بعد آپ کی جماعت میں آیتِ استخلاف کے مطابق نظامِ خلافت جاری ہوا۔ جس کے نتیجہ میں جماعت ایک طرف ایک مرکزی نقطہ پر مجتمع ہے تو دوسری طرف دنیا میں خدمتِ دین اور اشاعتِ اسلام کی سعادت صرف اور صرف جماعت احمدیہ کو ہی حاصل ہے۔ اسی نظامِ خلافت کی برکت ہے کہ اکنافِ عالم میں تبلیغی مشن، تعلیمی ادارے اور طبی مراکز قائم ہیں جن کے ذریعہ مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم اور اسلامی لٹریچر کی اشاعت ہو رہی ہے اور لاکھوں لوگوں کو آغوشِ اسلام میں آنے کی توفیق ملی ہے۔ روحانی اور اخلاقی اقدار کے قیام کے ساتھ ساتھ اس جماعت کو طبی مراکز کے اجراء کی وجہ سے خدمتِ خلق کا بھی بہترین موقع مل رہا ہے ؎

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

—— (۳) ——

جماعت احمدیہ کے قیام پر قریباً ۸۵ سال گزر رہے ہیں۔ اس دوران میں اس جماعت نے باوجود اندرونی و بیرونی مخالفتوں کے صرف "نظامِ خلافت" کی برکت سے ایک بین الاقوامی حیثیت حاصل کر لی ہے۔ دنیا کا کوئی متمدن ملک ایسا نہیں جہاں اس جماعت کے خادم موجود نہ ہوں۔ اور اس جماعت کو یہ بجا فخر حاصل ہے کہ اس پر آج سورج غروب نہیں ہوتا۔ اور اب جماعت کے سامنے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے "صد سالہ احمدیہ جوبلی" کا جو عظیم الشان منصوبہ پیش فرمایا ہے اس اسکیم کا خلاصہ یہ ہے:۔

الف:۔ اشاعتِ اسلام۔ اصلاح و ارشاد اور تربیت کے کام کو تیز کرنے کے لئے مغربی افریقہ میں تین مراکز کا انتخاب کیا جائے۔ یہ تین مراکز سارے مغربی افریقہ پر محیط ہوں گے مشرقی افریقہ میں بھی ایسے ہی تین مراکز کھولے جائیں گے۔ یورپ میں اٹلی۔ فرانس۔ اسپین سویڈن اور ناروے میں۔ اور جنوبی امریکہ میں نئے تبلیغی مشن کھولے جائیں گے

ب:۔ قرآن کریم کے تراجم دنیا کی بڑی بڑی زبانوں میں سے بعض میں تو شائع ہو چکے ہیں یا تیار ہو چکے ہیں، اگلے سولہ سالوں میں روسی، فرانسیسی، اٹالین، یوگوسلاوین، اسپینش اور چینی زبانوں کے علاوہ مغربی افریقہ کی تین زبانوں میں تراجم شائع کئے جائیں گے

ج:۔ دنیا کی ایک سو زبانوں میں بنیادی اسلامی لٹریچر تیار کر کے شائع کیا جائے۔ جس میں اسلام کی بنیادی تعلیم کا ذکر ہو۔ اور ان کے لئے مختلف زبانوں کے پریسوں کا بھی انتظام کیا جائے

(اخبار بدر قادیان ۱۷ جنوری ۱۹۷۴ء)

اس منصوبہ کی تکمیل کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ نے ۲½ کروڑ روپیہ کی فراہمی کا مطالبہ اپنی جماعت سے کیا تھا خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے حضور کے کو اس دینی منصوبہ کی تکمیل کے لئے صرف تین ماہ میں قریباً نو کروڑ روپیہ کے وعدوں کی توفیق عطا فرمادی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ اس سے ظاہر ہے کہ جماعت احمدیہ کا نصب العین دنیا میں "غلبۂ اسلام" ہے اور اسی نصب العین کے حصول کے لئے اس کے افراد جانی مالی ذہنی قلمی اور لسانی قربانیاں پیش کر رہے ہیں جن سے مسلمانوں کی حکومتیں اور ان کے ادارے محروم ہیں۔ کیونکہ ان ممالک کو اپنی ہی سیاسی اور اقتصادی الجھنوں سے فرصت و نجات نہیں!!

—— (۴) ——

گزشتہ سال عرب ممالک اور اسرائیل میں جو جنگ ہوئی جس میں عرب ممالک کا پانسہ بھاری رہا چونکہ اللہ تعالیٰ نے عرب ممالک کو تیل کی دولت سے مالا مال کیا ہوا ہے انہوں نے اسرائیل نواز ملکوں کو سبق سکھانے کے لئے تیل کے ہتھیار کو استعمال کرنے پر اتفاق و اجتماع کیا۔ اور یہ ہتھیار بعض سیاسی گتھیوں کو سلجھانے میں ایک حد تک کارآمد بھی ثابت ہوا۔ اس صورتِ حالات سے فائدہ اٹھا کر صدر پاکستان نے اسلامی ممالک کو پاکستان میں ایک چوٹی کانفرنس منعقد کرنے کی تجویز پیش کی تاکہ عالم اسلام کی موجودہ سیاسی صورتِ حالات کا جائزہ لیا جا سکے اور مشترکہ لائحہ عمل تیار ہو۔ مسلم ممالک نے اس تجویز کو منظور کر لیا۔ اور ماہ فروری ۱۹۷۴ء میں یہ کانفرنس منعقد ہوئی جس میں صرف کمزور مسلم ممالک کی دوسرے ملکوں کی طرف سے امداد۔ تیل کی سستے داموں پر فراہمی۔ اور مشکل وقت میں ایک دوسرے کی امداد وغیرہ کے مسائل پر ہی غور و فکر ہوا۔ اس چوٹی کانفرنس میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا نہ کوئی منصوبہ پیش ہوا اور نہ ہی اس بارہ میں کوئی فیصلہ ہوا۔ ہوتا بھی کیسے؟ جب کہ یہ ممالک خلافت کی نعمت سے محروم ہیں اور یہ سعادت اب صرف جماعت احمدیہ کے حصہ میں ہی آئی ہے۔

مولانا عبد الماجد صاحب دریابادی ایڈیٹر صدقِ جدید لکھنؤ نے اس چوٹی کانفرنس کی

جو خبریں زیرِ عنوان

"خلافت کے بغیر اندھیرا"

اور "یادِ دورِ خلافت"

اپنے اخبار میں شائع کی ہیں وہ قابلِ ملاحظہ ہیں اس لئے کہ وہ ایک دردمند دل کی خلافت کے قیام کے بارہ میں پکار ہے :۔

(ا) "خلافت کے بغیر اندھیرا۔ لاہور کی خبروں کی بعض سُرخیاں :۔

"اسلامی مملکتوں کی چوٹی کانفرنس کی تیاریاں۔ مسلم ملکوں کے وزرائے اعظم کا اجتماع"

اتنے تفرق وتشتت کے باوجود کبھی کسی کا ذہن اس طرف نہیں جاتا کہ عراق کا منہ کدھر اور شام کا رُخ کس طرف ہے؟ مصر کدھر اور حجاز کدھر؟ یمن کی منزل کونسی ہے اور لیبیا کی کون سی؟ ایک خلافتِ اسلامیہ آج ہوتی تو اتنی چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں آج مملکتِ اسلامی کیوں تقسیم در تقسیم ہوتی؟ ایک اسرائیل کے مقابل پر سب کی الگ الگ فوجیں کیوں لانا پڑتیں۔ ترک اور دوسرے مسلم فرمانروا آج تک تنسیخِ خلافت کی سزا بُھگت رہے ہیں۔ اور خلافت کو چھوڑ کر چھوٹی چھوٹی قومیتوں کا جو افسوں شیطان نے کان میں پھونک دیا ہے وہ دماغوں سے نہیں نکالتے ہیں"

(صدقِ جدید لکھنؤ یکم مارچ ۷۴ء)

(ب) "یادِ دورِ خلافت"

"لاہور ۱۲ فروری۔ آج مسلم ملکوں کے سربراہان اسلامی کانفرنس میں وارد ہو گئے" "لیبیا۔ حجاز۔ نائیجریا۔ متحدہ عرب۔ ترکی لبنان۔ کویت۔ یمن۔ سینیگال کا تازہ چیلنج" کیا اچھا ہوتا اگر آج اتنی چھوٹی چھوٹی ٹولیوں کی بجائے ایک مرکزی تنظیم خلافتِ اسلامی اس اجلاس میں ہوتی!"

(صدقِ جدید لکھنؤ ۸ مارچ ۷۴ء)

(۵)

جس خلافت کے قیام کی تمنا و آرزو دردمند دل آج کر رہے ہیں بفضلہ تعالیٰ اس خلافت کی نعمتِ عظمیٰ سے جماعتِ احمدیہ ۱۹۰۸ء سے متمتع ہو رہی ہے۔ اور اسی خلافت کی برکت سے وہ دنیا میں خدمتِ دین اور اشاعتِ اسلام کی توفیق پا رہی ہے۔ ایسے دردمند دلوں سے ہم اپیل کرتے ہیں کہ اگر وہ بھی خدمتِ اسلام کی کوئی تمنا و خواہش رکھتے ہیں تو خلافتِ احمدیہ کے دامن سے وابستہ ہو جائیں اور خدائی انوار و برکات سے بہرہ ور ہوں۔ کیونکہ خدائی تقدیر اب یہی ہے کہ خلافتِ احمدیہ ہی انشاء اللہ قائم و دائم رہے گی۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

خدا تعالیٰ کی صفتِ رحیمیت اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

از محترمہ بدر النساء صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ تابر کوٹ اڑیسہ

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضؓ کا وجود اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں سے ایک آیت تھا آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے المصلح الموعود کا منصب ملا تھا اور دنیائے احمدیت میں آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ کے نام سے موسوم تھے۔ آپ رضؓ نے ایک الٰہی جماعت کی قیادت بحیثیت خلیفہ نصف صدی سے زاید عرصہ تک کی۔ چنانچہ آپ کو اس جماعت کی رہنمائی کے لئے کافی وقت ملا۔ اور خاص تائیدِ الٰہی بھی حاصل رہی۔ پیدائش بنی نوعِ انسان کی غرض کو پورا کرنے کے لئے جتنے پہلوؤں کو مدّنظر رکھا جانا چاہیئے آپ نے قریباً ہر پہلو پر سیر کن بحث کرتے ہوئے لوگوں کی حقیقی بھلائی و بہبودی کے لئے بے بہا ہدایات و نصائح سے نوازا ہے۔

انسان بہرحال ضعیف نبات ہوا ہے لیکن معبودِ حقیقی قادر و توانا رحمٰن و رحیم ہے۔ اس نے بنی نوعِ انسان کو اپنی صفتِ رحمانیت اور رحیمیت سے نوازا ہے۔ لیکن نادان انسان اس سے فائدہ کم اٹھاتا ہے اور خود ہلاکت کے گڑھے میں گر جاتا ہے۔ نبوت و رسالت اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم الشان نعمت ہے۔ جو اس کی صفتِ رحمانیت کے ظہور پذیر ہونے سے ملتی ہے۔ اور وہی بہتر موقع دیکھ کر نبی و رسول کو مبعوث کرتا ہے۔ اس میں کسی انسان کی کوشش و محنت کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ انسان اس کے لئے صرف رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا کی دعا بیشک مانگ سکتا ہے لیکن دعا کو قبول کرنا یا رد کرنا یا ٹالنا یہ سب خدا تعالیٰ کی مرضی کی بات ہے۔ اور خدا بندوں کا غلام نہیں ہے۔ کہ بندوں کی اس دعا کو فوراً قبول کرلے۔ لیکن چونکہ نبوت ایک نعمت ہے اور انزالِ رحمت سے محروم ہونا انسان کے لئے بدنصیبی ہے اور خدا تعالیٰ کی مرضی بھی یہ ہے کہ انسان رحمت سے متمتع ہوتا رہے۔ اسی لئے اس نے ایک ذریعہ سے لوگوں کو اس نعمت کو سنبھالنے کا اور فائدہ اٹھانے کا بے نظیر موقع دیا۔ کہ انسان خدا تعالیٰ کی صفتِ رحیمیت سے فائدہ اٹھائے۔ رحیمیت سے مراد ہے انسان تعالیٰ سے تھوڑی سی محنت و کوشش کے عوض بہتر بدلہ پائے۔ چنانچہ خلافت ایک ایسی نعمت ہے جو خدا تعالیٰ کی صفتِ رحیمیت کے ظہور پذیر ہونے سے ملتی ہے۔ یعنی تھوڑی سی کوششوں سے اور چند شرائط کی پابندیوں سے ملا کرتی ہے۔

دنیا کی تاریخ سے ثابت ہے کہ کبھی بھی انسان نے اپنی کوششوں سے کسی کو نبی و رسول نہیں بنایا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے جب چاہا پے درپے ایک ہی مقام پر کئی انبیاء مبعوث کئے اور متواتر نبی آتے رہے۔ کبھی اس نے چاہا تو لمبے لمبے وقفوں کے بعد نبی و رسول بھیجے۔ کسی کی بعثت کا دائرہ ایک قوم تک ہوتا تو دوسرے کا دائرہ دوسری قوم تک محدود ہوتا۔ ہاں صرف ایک ہی نبی ایسا بھیجا جو ساری دنیا و اقوام اور سارے زمانوں کے لئے ہے۔ وہ ہمارے آقا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور آپؐ کے بعد خلافت اور جانشینی کا سلسلہ جاری رہا۔ خلیفہ بیشک خدا تعالیٰ بناتا ہے لیکن اس کے انتخاب میں انسان کو بے دخل نہیں کیا گیا ہے۔ بلکہ (لَا خِلَافَةَ اِلَّا بِالْمَشْوَرَةِ کے مطابق) لوگوں کا پورا پورا دخل اس میں رکھا گیا ہے۔

نادان انسان جس طرح خدا تعالیٰ کی رحمانیت (یعنی نبوت) سے استہزاء و تکذیب سے پیش آتا ہے اسی طرح خدا تعالیٰ کی رحیمیت (یعنی خلافت) سے کفر بالخلافت کے ذریعہ پیش آتا ہے۔ اور اپنی ہلاکت کو اپنے ہاتھ سے تیار کرلیتا ہے۔ اور اپنی اولادوں کو بھی ہلاکت میں ڈال دیتا ہے

اب اس مقدس وجود حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی ایک نصیحت درج کرتی ہوں۔ کس خیر خواہی کے انداز میں ہمیں نصیحت فرمائی ہے :۔

"میری آخری نصیحت یہ ہے کہ کہ سب برکتیں خلافت میں ہیں۔ نبوت ایک بیج ہوتی ہے جس کے بعد خلافت اس کی تاثیر کو دنیا میں پھیلا دیتی ہے۔ تم خلافتِ حقہ کو مضبوطی سے پکڑو اور اس کی برکات سے دنیا کو متمتع کرو۔"

الفضل ۲۰ مئی ۱۹۵۹ء

ہماری جماعت کو چونکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے چُنا گیا ہے اور کسی روحانی جماعت کی زندگی خلافتِ حقہ کے بغیر ممکن نہیں۔ چنانچہ آپ رضؓ نے نصیحتاً فرمایا :۔

"میں اپنی جماعت سے کہتا ہوں کہ تمہارا کام یہ ہے کہ تم ہمیشہ اپنے آپ کو خلافت سے وابستہ رکھو اور خلافت کے قیام کے لئے قربانیاں کرتے چلے جاؤ۔ اگر تم ایسا کروگے تو خلافت تم میں ہمیشہ رہے گی۔ خلافت تمہارے ہاتھ میں خدا نے دی ہی اسی لئے ہے تا وہ کہہ سکے کہ میں نے اسے تمہارے ہاتھ میں دیا تھا اگر تم چاہتے تو یہ چیز تم میں قائم رہتی۔ اگر اللہ تعالیٰ تو اسے الہامی طور پر بھی قائم کرسکتا تھا۔ مگر اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ اس نے یہ کہا کہ اگر تم خلافت کو قائم رکھنا چاہو گے تو میں بھی اسے قائم رکھوں گا۔ گویا اس نے تمہارے منہ سے کہلوایا ہے کہ تم خلافت چاہتے ہو یا نہیں چاہتے۔ اب اگر تم اپنا منہ بند کرلو یا خلافت کے انتخاب میں اہلیت مدّنظر نہ رکھو تو تم اس نعمت کو کھو بیٹھوگے پس مسلمانوں کی تباہی کے اسباب پر غور کرو۔ اور اپنے آپ کو موت کا شکار ہونے سے بچاؤ۔ تمہاری عقلیں تیز ہونی چاہئیں اور تمہارے حوصلے بلند ہونے چاہئیں۔ تم وہ چٹان نہ بنو جو دریا کے رُخ کو پھیر دیتی ہے بلکہ تمہارا کام یہ ہے کہ تم وہ چینل Channel بن جاؤ جو پانی کو آسانی سے گزار دیتی ہے۔ تم ایک ٹنل ہو جس کا کام یہ ہے کہ وہ فیضانِ الٰہی جو رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ حاصل ہوا ہے آگے سے آگے چلاتے چلے جاؤ۔ اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے تو تم ایک ایسی قوم بن جاؤ گے جو کبھی نہیں مرے گی۔ اور اگر تم اس فیضانِ الٰہی کے رستہ میں روک بن گئے۔ اس کے رستہ میں پتھر بن کر کھڑے ہو گئے تو وہ تمہاری قوم کی تباہی کا وقت ہوگا۔ پھر تمہاری عمر کبھی لمبی نہیں ہوگی اور تم اسی طرح مرجاؤ گے جس طرح پہلی قومیں مریں"

(تفسیر کبیر جلد ہفتم حصہ سوم صفحہ ۱۲۰)

جماعتِ احمدیہ میں خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا قیام

خلافتِ احمدیہ تا قیامت رہے گی اِنشاء اللہ

از مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل دہلوی مقیم قادیان

خلافت کے بارہ میں قرآنی نظریہ

قرآن کریم کی سورت نور میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ ۔ (سُورۃ النور)

قرآن مجید کی مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ اُمّتِ مسلمہ میں خلافت جاری کرے گا۔ اور اُن میں خلیفے بنائیگا اس آیت میں عمومیت پائی جاتی ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خدا اسی طرح خلیفے بناتا رہے گا جس طرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بناتا رہا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اللہ تعالیٰ کے خلیفہ بنانے کے دو ہی طریق تھے۔ اوّل یہ کہ اللہ تعالےٰ خود کسی شخص کی خلافت کا اظہار اپنی وحی کے ذریعہ فرماتے۔ جیسے فرمایا یا داؤد اِنّا جعلناك خلیفة فی الارض۔ اے داؤد ہم نے تجھے خلیفہ بنایا۔ نیز فرمایا انّی جاعل فی الارض خلیفة۔ میں نے آدم کو خلیفہ بنایا۔ یہ ظاہر ہے کہ یہ دونوں بزرگ ہستیاں حضرت داؤد اور حضرت آدم مقام نبوت پر فائز تھے۔

علامہ رازی رحمۃ اللہ علیہ اس حصّہ آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:-

امّا قوله كما استخلف الذین من قبلهم (یعنی کما استخلف هارون و یوشع و داؤد و سلیمان) وتقدیر النظم لیستخلفنّهم استخلافًا كاستخلاف من قبلهم من هؤلاء الانبیاء علیهم السّلام۔

(تفسیر کبیر علامہ رازی جلد ۶ صفحہ ۳۰۲)

کہ آیت کی ترکیب کے لحاظ سے معنی یہ ہوا کہ اللہ تعالےٰ مسلمانوں میں ایسے ہی خلیفے بنائیگا جیسے اس نے پہلے ہارون۔ یوشع۔ داؤد اور سلیمان علیہم السّلام کو خلیفہ بنایا۔ مندرجہ بالا تفصیل سے ثابت ہوتا ہے کہ جس وجود کی خلافت کا اظہار اللہ تعالیٰ اپنی وحی خاص سے فرمائے وہ نبی اللہ ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آیتِ استخلاف میں جو امت محمدیہ میں خلیفہ بنانے کا وعدہ فرمایا ہے اس وعدہ کے مطابق جب کسی شخص کے متعلق خدا تعالیٰ اپنے الہام اور وحی کے ذریعہ یہ فرمائے گا کہ اردت ان استخلف اٰدم تو ایسی وحی کا مصداق ایسا خلیفہ ہوگا جو حضرت آدم اور حضرت داؤد کی طرح نبی اللہ ہوگا۔ اور یہ خلافت گویا خلافت اللہ کہلائے گی۔

خلیفہ بنانے کا دوسرا طریق جو کما استخلف الذین من قبلھم کے ارشاد کے ماتحت جاری تھا یہ ہے کہ جب کسی خلیفۃ اللہ کی وفات ہو جاتی ہے تو اس کے بعد اس کی جماعت کے قلوب میں اللہ تعالیٰ یہ ڈال دیتا کہ تم میں سے زیادہ صاحبِ تقویٰ اور نورِ نبوت سے زیادہ فیض یافتہ فلاں وجود ہے تب اس خلیفۃ اللہ یعنی نبی کی جماعت اس متقی اور پاکیزہ وجود کو خلیفۃ الرسول تسلیم کرکے اس کے ہاتھ پر جمع ہو جاتی۔ ایسے وجود کے لئے یہ ضروری نہیں کہ خدا تعالیٰ اسے اپنے الہام و وحی سے مطلع فرماوے کہ میں نے تجھے اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ ہاں اپنی فعلی شہادت سے یہ ثابت کر دیتا ہے کہ یہ شخص منصبِ خلافت کے لائق ہے۔ چنانچہ اسی سنتِ الٰہی کے مطابق حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ سے فیض یافتہ جماعت نے حضورؐ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ پھر حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کو بالترتیب خلیفۃ الرسول تسلیم کیا۔ حضورؐ خلیفۃ اللہ تھے اور یہ اصحاب خلیفۃ الرسول تھے۔ اور خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت نے ان کی خلافت کو وعدہ استخلاف کا مورد ثابت کر دیا۔ چنانچہ ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں عبد الرحمٰن بن عبد الحمید المہدی سے یہ روایت کی ہے کہ ان ولایة ابی بکر و عمر فی کتاب اللہ یقول اللہ تعالیٰ وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم و عملوا الصّٰلحٰت لیستخلفنھم فی الارض الآیہ۔ یعنی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی خلافت کا ذکر قرآن مجید کی اس آیت میں موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے وعدہ کیا ہے جو تم میں سے ایمان لائے اور اعمالِ صالحہ بجا لائے کہ اللہ تعالیٰ زمین میں انہیں ضرور خلیفہ بنائے گا۔

خلیفۃ اللہ اور خلیفۃ الرسول میں ما بہ الامتیاز ہوتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ اپنی وحی اور الہام کے ذریعہ کسی فرد کو خلافت کے لئے نامزد کر دے تو اس کو خلیفۃ اللہ کہتے ہیں جسے دوسرے الفاظ میں نبی اللہ سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ اور اگر خدا تعالیٰ خود اپنی وحی اور الہام سے خلافت کے لئے نامزد نہ کرے مگر نبی کی جماعت اپنے میں سے اسے خلافت کے لئے منتخب کرے تو وہ خلیفۃ الرسُول کہلائے گا۔ اور تائیدِ الٰہی اور اس کی نصرت یہ ثابت کرے گی کہ یہ دونوں قسم کے خلیفے خدا تعالیٰ کے ہی مقرر کردہ ہیں۔

مذکورہ آیت میں کما کا لفظ جو مشابہت کے لئے ہے وہ اس امر کو بھی متعین کرتا ہے کہ امّتِ مسلمہ کے جملہ خلفاء امت ہی کے افراد ہوں گے۔ باہر کی اُمت سے یا آسمان سے اُترنے والا کوئی وجود امت محمدیہ میں منصبِ خلافت پر سرفراز نہیں ہوگا۔ اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم کی پیروی میں قائم ہونے والے بعض خلفاء خلیفۃ اللہ بھی ہوں گے۔ یعنی انبیاء کے درجات کو پانے والے ہوں گے۔ اور ان کے بعد خلیفۃ الرسُول بھی ہوں گے۔ یہی وہ خلافت ہے جسے خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ کہا جائے گا۔

خلافت کے بارہ میں حضرت رسُول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کا ایک اہم ارشاد

حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے موعود مسیح اور مہدی بنا کر مبعوث فرمایا اور آپ کو بذریعہ الہام خلیفۃ اللہ قرار دیا اور یہ بھی فرمایا اردت ان استخلف فخلقت اٰدم (تذکرہ صفحہ ۱۶)

کہ میں نے ارادہ کیا کہ میں کسی کو اپنا خلیفہ بناؤں تو میں نے اس زمانہ کے آدم (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کو پیدا کیا۔ تو قرآن کریم کی اصطلاح کے مطابق آپ خلیفۃ اللہ یعنی نبی اللہ ہوئے۔ اور آپ کے بعد سلسلہ خلافت جاری ہونا تھا۔

چنانچہ اس امر کا ثبوت کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے ذریعہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا قیام ہونا تھا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اور آپ کے ارشاد سے ملتا ہے۔ [illegible] فرماتے ہیں:-

[illegible] تکون النبوۃ فیکم ما شاء اللہ ان تکون ثم یرفعہا اللہ تعالیٰ ثم تکون خلافة علیٰ منہاج النبوۃ ما شاء اللہ ان تکون ثم یرفعہا اللہ تعالیٰ ثمّ تکون ملکًا عاضًا فتکون ما شاء اللہ ان تکون ثمّ یرفعہا اللہ تعالیٰ..... ثمّ تکون خلافة علیٰ منہاج النبوۃ ثمّ سکت۔"

(مشکوٰۃ المصابیح کتاب الرقاق باب الانذار والتحذیر)

(ترجمہ) تم میں نبوت جب تک اللہ تعالیٰ کی مشیت ہوگی قائم رہے گی۔ (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود موجود رہے گا) پھر اللہ تعالیٰ اس کو اٹھا لیگا۔ (یعنی آنحضرت صلعم کی وفات ہوگی) اور پھر منہاجِ نبوت پر خلافت قائم کی جائے گی۔ یہ خلافت کچھ وقت تک قائم رہنے کے بعد ختم ہو جائیگی۔ اور پھر اس کی جگہ بادشاہت قائم ہو جائے گی۔ اور جب تک خدا چاہے گا یہ کیفیت رہے گی۔ پھر اس کو بھی اللہ تعالیٰ اُٹھا دے گا۔ پھر (دوبارہ) خلافت علیٰ منہاجِ نبوت قائم کی جائے گی۔ اور اس کے بعد لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ (یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ دوسری دفعہ منہاجِ نبوت پر قائم ہونے والی خلافت قائم و دائم رہے گی انشاء اللہ تم)

آنحضرت صلعم کی یہ حدیث آیتِ استخلاف کی تفسیر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے بعد دو دفعہ خلافت علیٰ منہاجِ نبوت قائم ہوگی۔ پہلی دفعہ خلافت علیٰ منہاج النبوت حضورؐ کی وفات پر قائم ہوگی۔ جو بالآخر ملوکیت اور بادشاہت میں تبدیل ہو کر ختم ہو جائے گی۔ اس کے بعد دوبارہ خلافت علیٰ منہاجِ نبوت قائم ہوگی۔ شارحینِ حدیث نے دوسری دفعہ خلافت علیٰ منہاج نبوت کے قائم ہونے کے بارے میں لکھا ہے "الظاھر ان المراد به زمن عیسٰی والمھدی۔"

حدیث مشکوٰۃ المصابیح جو اُردو ترجمہ کے ساتھ لاہور سے شائع ہوئی ہے اس میں بھی حاشیہ پر لکھا ہے "اور مراد اس سے زمانہ حضرت عیسٰی اور مہدی علیہ السلام کا ہے"۔ گویا شارحینِ حدیث بھی یہ کہتے تھے کہ منہاجِ نبوت پر خلافت کا دوبارہ قیام امتِ محمدیہ کے موعود مسیح و امام مہدی علیہ السّلام کے زمانہ میں ہوگا۔ یہ تو بعد میں آنے والے علماءِ ظواہر کی غلطی ہے کہ وہ عیسائی پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر یہ سمجھنے لگے کہ حضرت عیسٰی علیہ السّلام آسمان سے نازل ہو کر امتِ محمدیہ کی اصلاح کریں گے۔ حالانکہ آیتِ استخلاف بھی یہ بتا رہی تھی اور احادیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی واضح اشارے موجود تھے۔ کہ آنے والا مسیح موعود اور مہدی اسی امت محمدیہ میں سے آئے گا۔ اور یہ کہ عیسٰی و مہدی دو علیحدہ وجود نہیں۔ بلکہ ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ جیسا کہ ابن ماجہ کی حدیث "لا المھدی الا عیسٰی" سے ظاہر ہے۔ اور اس امت میں آنے والے موعود مسیح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی اللہ کے نام سے بھی یاد فرمایا ہے (مسلم شریف)۔ پس خلافت علیٰ منہاجِ نبوت کا دوبارہ قیام مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے بعد ہی ہونا تھا۔ اور خدا تعالیٰ نے عین وقت پر اپنا یہ وعدہ پورا فرما دیا ہے۔

خلافت کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تحریرات میں اس امر کی وضاحت فرمادی ہے کہ الہامات میں اللہ تعالےٰ نے آپ کا نام نبی رکھا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعیت میں آپ نبی ہیں اور جس طرح آنحضرت صلعم کے بعد سلسلۂ خلافت جاری ہوا تھا آپ کے بعد بھی خلافت کا سلسلہ جاری ہوگا۔ چنانچہ اس سلسلۂ خلافت کو نہایت ہی ضروری قرار دیتے ہوئے آپ اپنی کتاب "الوصیۃ" میں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ دو قسم کی قدرتیں ظاہر کرتا ہے :۔

"اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا ہوجاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کرلیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہوجائے گی۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی۔ اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہوگئے۔ اور صحابہ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہوگئے تب خدا تعالےٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو کھڑا کرکے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا۔ اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امناً۔ سو اے عزیزو جب قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کرکے دکھلاوے ...... سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کردے ...... میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کے مظہر ہوں گے۔"

(رسالہ الوصیت)

حضورؑ کی اس عبارت سے واضح ہے کہ حضورؑ نے اپنی آمد کو قدرت اول (جو انبیاء کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے) سے موسوم کرکے اپنے بعد خلافت علیٰ منہاج نبوت کا سلسلہ قدرت ثانی کی صورت میں ظاہر ہونا بتایا ہے۔ اور یہ بھی بتایا کہ آپ کے بعد جو خلفاء ہوں گے ان کے ذریعہ بھی اللہ تعالےٰ جماعت پر آمدہ ابتلاؤں کو دور کریگا اور ایسے ہی اپنی قدرت کا نمونہ دکھائے گا جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو کھڑا کرکے دکھایا تھا۔

جیسا کہ فرمایا "سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالےٰ اپنی سنت کو ترک کردے۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد میں خلافت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تحریرات میں اس امر کو بھی واضح فرمایا ہے کہ آپ کی اولاد میں سے بھی خلفاء ہوں گے۔ جیسا کہ فرمایا :۔

(الف) "دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین ونبیین و اولیاء و خلفاء ہے۔ تا ان کی اقتداء و ہدایت سے لوگ راہ راست پر آجائیں۔ اور ان کے نمونہ پر اپنے تئیں بناکر نجات پاجائیں سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ یہ دونوں شقیں ظہور میں آجائیں۔"

(سبز اشتہار)

(ب) "اور یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد ہوگی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا اس کی نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کرے گا جو اس کا جانشین ہوگا۔ اور دین اسلام کی حمایت کرے گا......" (حقیقۃ الوحی صـ۳۱۲)

خلافت احمدیہ جو دراصل اسلامی خلافت ہی ہے قیامت تک قائم رہے گی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا دوسرا دور جسے خلافت احمدیہ کہنا چاہیئے (اور جو دراصل اسلامی خلافت ہی ہے) قیامت تک ممتد ہے۔ حضورؑ فرماتے ہیں :۔

(الف) "قرآن شریف میں اسی لئے لیستخلفنھم آیا ہے جس سے قیامت تک خلفاء کا بعثت ثابت ہے۔"

(بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء)

(ب) "ہمیشہ قیامت تک تم میں روحانی زندگی اور باطنی بینائی قائم رہے گی۔ اور غیر مذاہب والے تم سے روشنی حاصل کریں گے۔ اور یہ روحانی زندگی اور باطنی بینائی جو غیر مذاہب والوں کو حق کی دعوت کرنے کے لئے اپنے اندر لیاقت رکھتی ہے یہی وہ چیز ہے جس کو دوسرے لفظوں میں خلافت کہتے ہیں۔"

(شہادۃ القرآن صـ۵۶)

(ج) "تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔"

(الوصیت صـ۷)

گویا خلافت کا یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا اور اسی خلافت کے ذریعہ غیر مذاہب پر اتمام حجت ہوگی۔ اور اسی خلافت کے ذریعہ آئندہ اسلام کا غلبہ ہوگا۔ انشاء اللہ۔

رابطہ عالم اسلامی کے زیر انتظام ہونے والی کانفرنس کا ایک فیصلہ اور خلافت جماعت احمدیہ

قارئین بدر نے رابطہ عالم اسلامی کے زیر انتظام مکہ شریف میں ہونے والی نام نہاد اسلامی تنظیموں کی کانفرنس کی روئیداد یقیناً مطالعہ کی ہوگی۔ اس روئیداد کو پڑھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ علماء کی باسی کڑھی میں ایک دفعہ پھر ابال آیا ہے۔ اس میں مولوی ابوالحسن ندوی ایسے بھارتی علماء کا زیادہ حصہ ہے۔ اور وہ ایک دفعہ پھر جماعت احمدیہ کے خلاف ایک اجتماعی کوشش شروع کررہے ہیں۔ اور اس آسمانی چٹان سے ٹکرانے کے منصوبے بنا رہے ہیں۔ جیسا کہ کانفرنس کے اس فیصلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ

"ہر اسلامی تنظیم قادیانی سرگرمیوں کو جہاں بھی وہ سرگرم عمل ہیں روکے۔ ان کی حقیقت سے پردہ ہٹائے۔ اور دنیا کو ان سے واقف کرے تاکہ لوگ ان کے جال میں نہ پھنسنے پائیں۔"

(سہ روزہ اخبار الجمعیۃ ۲۹ اپریل ۷۴ء بحوالہ بدر ۹ مئی ۱۹۷۴ء)

جماعت احمدیہ کے خلاف علمائے کرام کی اس قسم کی کوششیں عرصہ ۸۵ سال سے جاری ہیں۔ اور ان کوششوں میں کہاں تک کامیابی ہوئی؟ اخبار المنیر کے مندرجہ ذیل نوٹ سے ظاہر ہے :۔

"ہمارے بعض واجب الاحترام بزرگوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں سے قادیانیت کا مقابلہ کیا لیکن یہ حقیقت سب کے سامنے ہے کہ قادیانی جماعت پہلے سے زیادہ مستحکم اور زیادہ وسیع ہوتی گئی۔ مرزا صاحب کے بالمقابل جن لوگوں نے کام کیا ان میں سے اکثر تقویٰ۔ تعلق باللہ دیانت۔ خلوص۔ علم۔ اور اثر کے اعتبار سے پہاڑوں جیسی شخصیت رکھتے تھے۔ ...... ان اکابر کی تمام کاوشوں کے باوجود قادیانی جماعت میں اضافہ ہوا ہے۔" (المنیر ۲۳ فروری ۱۹۵۶ء)

حقیقت یہ ہے کہ پہاڑوں جیسی یہ شخصیتیں اور بلند و بالا اور ممتاز شخصیتوں والے لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی قائم کردہ جماعت کی مخالفت میں اٹھے۔ لیکن اس آسمانی چٹان سے سر پٹک کر رہ گئے۔ اور اس کا کچھ بگاڑ نہ سکے۔ جماعت احمدیہ نے ان کی مخالفت کے باوجود دن دونی اور رات چوگنی ترقی کی والفضل ماشہدت بہ الاعداء۔

معلوم نہیں ہوسکا رابطہ عالم اسلامی کی کانفرنس کس نام نہاد اسلامی تنظیم سے مطالبہ کررہی ہے کہ احمدیوں کی سرگرمیوں کو روکے۔ جبکہ مسلمان پراگندہ ہیں۔ اور کسی واجب الاطاعت امام کے ماتحت نہیں اور کوئی تنظیم ان میں موجود نہیں۔

ہاں! اس وقت صرف اور صرف ایک ہی اسلامی تنظیم دنیا میں موجود ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز کامل۔ جری اللہ فی حلل الانبیاء خلیفۃ اللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ قائم ہوئی ہے اور اس خلیفۃ اللہ کی وفات کے بعد منہاج نبوت پر اس جماعت میں سلسلۂ خلافت قائم ہے۔ جو غلبۂ اسلام کے لئے کوشاں ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی زندگی میں غلبۂ اسلام کے لئے دن رات محنت کی ہے دعائیں کی ہیں اور غلبۂ اسلام کی بشارت دی ہے حضور فرماتے ہیں :۔

"درحقیقت یہ ایسا زمانہ آگیا ہے کہ شیطان اپنی تمام ذریات کے ساتھ ناخنوں تک زور لگا رہا ہے کہ اسلام کو نابود کردیا جائے۔ اور چونکہ بلاشبہ سچائی کی جھوٹ کے ساتھ یہ آخری جنگ ہے اس لئے یہ زمانہ بھی اس بات کا حق رکھتا تھا کہ اس کی اصلاح کے لئے کوئی خدا کا مامور آوے پس وہ مسیح موعود ہے جو موجود ہے۔ اور زمانہ حق رکھتا تھا کہ اس نازک وقت میں آسمانی نشانوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کی حجت پوری ہو۔ سو آسمانی نشان ظاہر ہو رہے ہیں۔ اور آسمان جوش میں ہے کہ اس قدر آسمانی نشان ظاہر کرے کہ اسلام کی فتح کا نقارہ ہر ایک ملک میں اور ہر ایک حصہ دنیا میں بج جائے۔ اے قادر خدا تو جلد وہ دن لا کہ جس فیصلہ کا تو نے ارادہ ظاہر کیا ہے وہ ظاہر ہوجاوے۔ اور دنیا میں تیرا جلال چمکے اور تیرے دین اور تیرے رسول کی فتح ہو آمین ثم آمین۔"

(ازالہ اوہام صـ۸۷)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد جماعت احمدیہ میں سلسلۂ خلافت جاری ہو اور جماعت اپنے خلفاء کی راہنمائی میں غلبۂ اسلام کی غلبہ کی مہم کو جاری کئے ہوئے ہے۔ جماعت میں اس وقت تیسرے خلیفہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دور دورہ ہے۔ یہ بھی موعود خلیفہ ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے۔ اور حضور کا نبیرہ ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ دین کی اشاعت اور اسلام کے غلبہ کے لئے دن رات کوشاں ہیں۔ علماء کی مخالفت نہ جماعت کا پہلے بال بیکا کرسکی ہے اور نہ اب کرسکے گی۔ ولوکان بعضھم لبعض ظہیراً۔ کیونکہ خدا کی نصرت و تائید

(باقی دیکھئے صـ۱۲ پر)

تحریکِ احمدیت اور رابطۂ عالم اسلام

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی نائب ناظر تصنیف قادیان

حال ہی میں تحریکِ احمدیت پر رابطۂ عالم اسلامی کی یورش کا ذکر قارئین کرام اخبار میں مطالعہ فرما چکے ہیں۔ اس مجلس پر مسلمان بڑی بڑی امیدیں لگائے بیٹھے ہیں مگر اسے قائم ہوئے کافی عرصہ گزر چکا ہے مگر تا ایں دم اس کی طرف سے اسلام کی خاطر کوئی مثبت اقدام سامنے نہیں آیا۔ ہاں اب اس نے احمدیت کو اپنا نشانہ بنانا چاہا ہے مگر وقت پہلے کی طرح بتائے گا کہ اس کا کیا حشر ہوتا ہے۔ ہمیں اس کا انجام ابھی سے نظر آ رہا ہے اور اس کی کئی وجوہات ہیں۔

۱۔ قرآن کریم ان مخالفین مسیح موعود علیہ السلام کو دابۃ الارض یعنی مٹی کا کیڑا قرار دیتا ہے ان سے کسی خیر کی توقع رکھنا عبث ہے۔ ہاں یہ مسلمانوں کو اپنے زہریلے اثر سے ہلاکت کی طرف لے جانے کا باعث ہی بن سکتے ہیں۔

۲۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو علماءھم شر من تحت ادیم السماء قرار دے کر ہشیار کیا ہے تا لوگ ان کے شر سے بچ سکیں۔ جب یہ آسمان تلے کی سب مخلوق سے بڑھ کر برے اور بد ہیں تو کیا مسلمانوں کو ان سے بچنا لازمی نہیں؟

۳۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ یہ علماء مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کر کے اسلام کی قوت کو پارہ پارہ کر دیں گے اور متفرق فرقوں میں بٹ کر ایک دوسرے سے نبرد آزما ہو جائیں گے اور آج مسلمانوں کی حالت اس امر کی تصدیق کر رہی ہے۔

۴۔ ان علماء نے سب فرقوں کو کافر قرار دے کر دائرۂ اسلام سے خارج قرار دے دیا ہوا ہے۔ یہ ان کا سب سے بڑا کارنامہ ہے۔ جو انہوں نے اسلام کی خاطر سر انجام دیا ہے۔ آج نہ معلوم یہ کس بنا پر اسلام اور رابطۂ اسلامی کا نام لیتے ہیں۔ ان سے تکفیر بازی کے سوا کسی اور نیک کام کی توقع فضول ہے یہ جو کچھ کر رہے ہیں اپنی نفسانی اغراض کی خاطر ہے۔ یہ مفاد پرست ٹولہ ہے جس کا ہر زمانہ میں یہی شیوہ رہا ہے کہ جس طرح بھی ہو اپنی چاندی کھری کریں۔

۵۔ آنحضرت صلعم نے ان کے بارہ میں فرمایا ہے مساجدھم عامرۃ وھی خراب من الھدیٰ کہ ان کی مسجدیں بظاہر آباد و بارونق ہوں گی مگر وہ ہدایت سے محروم ہوں گی۔ وہ گمراہی کا اڈہ ہوں گی۔ از حقیقت اسلام سے عاری ہوں گی۔ ان کی مساجد از وجہ بے ہدایتی بجائے ضلالت اور گمراہی کی اشاعت کریں گی۔

۶۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ علماء فتنوں کا باعث ہوں گے۔ فتنے ان سے پیدا ہوں گے اور پھر پھرا کر انہی میں لوٹ جائیں گے۔ یعنی وہ فتنوں کا مرکز ہوں گے۔ یہ علماء اپنے آپ کو حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کا مصداق ٹھیراتے نہیں تھکتے مگر زمانہ کی حالت اور ان کی وجہ سے فتنوں کا پے در پے ظہور اور اسلام کا ضعف ان کی آنکھوں کے سامنے اس بات کا بین ثبوت ہے۔ مسلمانوں کا انتشار و افتراق اور ان کے سینکڑوں فرقے جو ایک دوسرے کی جان کے دشمن ہیں ان کی مہربانی کا نتیجہ ہے۔ پس آج ان کا اتحاد کا نعرہ صرف ایک دکھاوے کی چیز ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں دنیا ان کے اس نعرہ کا حشر بھی پہلے کی طرح ہی دیکھے گی۔

۷۔ اتحاد کے لئے ایک ایسی واجب الاطاعت مرکزی شخصیت کی ضرورت ہے جو اپنے اندر آسمانی روح رکھتی ہو اور یہ ایسی شخصیت سے محروم ہیں۔ یہ ایسی زبردست شخصیت کہاں سے لائیں گے۔ ایسی شخصیت تو خدا تعالیٰ نے تحریکِ احمدیت ہی کو عطا فرمائی ہے۔ جس نے مخالفین اسلام کے سامنے سینہ سپر ہو کر ان کو للکارا اور زندگیٔ اسلام کا ثبوت اپنے دال اور قال سے پیش کر کے سب کو خاموش کر دیا کیا کوئی ایسی ہستی ان میں سارے عالم اسلام میں کہیں موجود ہے۔ اس کا نام بتائیں۔ اور ایسی ہستی خود کیوں خاموش ہے۔ دنیا کے سامنے کیوں نہیں آتی؟ یہ ان علماء کے لئے شرم سے ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ سارے عالم اسلام میں کوئی ایک فرد واحد بھی خدا رسیدہ اسلام کی طرف سے پیش نہیں کیا جا سکتا۔ مگر اللہ تعالیٰ کا یہ فضل و احسان ہے کہ اس نے جماعت احمدیہ کا سر بلند کر دیا ہے اور اسے آسمانی روح رکھنے والا اور اتحاد کا علمبردار مبارک وجود عطا فرمایا ہے۔ زمینی کیڑے اس آسمانی ہستی کے سامنے ٹھہر نہیں سکتے۔ یہی سنت اللہ ہے۔

۸۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آخری زمانہ میں قرآن کریم اور ایمان دنیا سے اٹھ جائیں گے اور مسلمان ان سے محروم ہو جائیں گے۔ سو اس وقت خود مسلمانوں کو اعتراف ہے کہ یہ دونوں چیزیں مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل چکی ہیں وہ قرآن و ایمان سے محروم ہو چکے ہیں۔ وہ قرآن کریم کو سمجھنے سے عاری ہیں اور ان میں کوئی بھی شخص حقیقی مسلمان نہیں۔

ہمیں اس موقع پر علامہ اقبال کی برسی یاد آ گئی ہے۔ مسلمانوں نے یوم اقبال بڑی شان سے منایا ہے۔ اور ان کو خراج تحسین پیش کیا ہے اور ان کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرنے کی طرف بہت توجہ دی ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ ان کی زندگی کے بعض پہلو تشنہ رہ گئے ہیں جن کو ہم اس جگہ قارئین کرام کی ضیافت طبع کے لئے پیش کرتے ہیں۔ مثلاً علامہ اقبال نے فرمایا اور موجودہ مسلمانوں کی مسلمانی کا نقشہ کھینچتے ہوئے لکھا ہے ؎

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود
شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود
یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو؟
غضب ہیں یہ مرشدانِ خود بیں خدا تری قوم کو بچائے
بگاڑ کر تیرے مسلموں کو یہ اپنی عزت بنا رہے ہیں

یہ تو علامہ نے مسلمانوں کی مسلمانی اور علماء کرام کی ہدایت کی حقیقت بیان فرمائی ہے۔ اب آپ ہی ان کے اس قائد کی رائے سے اندازہ کر لیجئے کہ یہ آئندہ قوم کی رہنمائی کس طرح کریں گے

بہرحال بقول علامہ اقبال مسلمان اور ان کے علماء اسلام یعنی قرآن و ایمان سے تہی ہو رہے ہیں اور یہود و نصاریٰ کے مثیل ہیں۔ یہ دونوں چیزیں تو آنحضرت صلعم کے ارشادِ گرامی کے تحت آسمانی روح رکھنے والے اس رجل فارسی الاصل نے قائم کرنی ہے جو مسیح کے ہزار سالہ زمانہ کے بعد چودھویں صدی میں آنے والا تھا۔ یہ مسلمان علماء اپنی نادانی سے خاتم النبیین کے سلبی پہلو لا نبی بعدی ہی کو پیش کرتے چلے جا رہے ہیں اور اس کے مثبت پہلو شاھد منہ (تابعدار نبی) والے آنحضرت صلعم کے مثیل شاہد نبی کی آئندہ آمد کے وعدہ کو سمجھنے سے قاصر ہیں اور سمجھانے سے بھی نہیں سمجھتے۔ اس سے بڑھ کر ان کی بدقسمتی اور کیا ہو گی۔ نہ یہود کے فقیہوں فریسیوں نے مسیح ناصری کا کہا مانا اور نہ ان یہود صفت مسلمان چودھویں صدی کے مثیل یہود علماء نے مسیح موعود کا کہا مانا۔

حالانکہ علامہ اقبال نے ہی فرمایا تھا ؎

یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لا الٰہ الا اللہ

پھر اس ابراہیم سے منہ پھیرنے اور اعراض کرنے کی کیا وجہ ہے؟ علامہ نے تو خود ہی بڑے اشتیاق سے کہا تھا:

"کیا عجب کہ مولانا روم کی دعا اس زمانہ میں مقبول ہو اور رسول اللہ صلعم پھر تشریف لائیں اور ہندی مسلمانوں پر اپنا دین بے نقاب کریں"

(اقبال نامہ حصہ اوّل صفحہ ۴۶۰)

پھر بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے مدعی نبوت ہونے پر یہ کیوں حیرت و غیرت؟

علامہ اقبال احمدی موقف کے حق میں فرماتے ہیں: —

"جہاں تک میں نے اس تحریک کے منشا کو سمجھا ہے احمدیوں کا یہ اعتقاد رہے کہ مسیح کی موت ایک عام فانی انسان کی موت تھی اور رجعتِ مسیح گویا ایک ایسے شخص کی آمد ہے جو روحانی حیثیت سے اس کا مشابہ ہے۔ اس خیال سے اس تحریک پر ایک طرح کا عقلی رنگ چڑھ جاتا ہے"

(علامہ اقبال کا پیغام ص —)

یہ احمدیہ نظریہ کی تائید و توثیق ہے جسے مسلمانوں کو اپنانا چاہئے۔ ورنہ یوم اقبال منانے کا کیا فائدہ؟ اگر ان کی باتوں کو وقعت نہ دی جائے

تحریکِ احمدیت کے اسلامی نمونہ کے متعلق علامہ کی رائے یہ ہے:

"پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا ہے جسے فرقہ قادیانی کہتے ہیں۔"

(ملت بیضا پر ایک عمرانی نظر مطبوعہ ۱۹۱۹ء)

کوئی ان علماء کرام سے پوچھے کہ آپ علامہ کا دن منا رہے ہیں پھر ان کی ان باتوں ارشادات کو کیوں نظر انداز کر رہے اور پس پشت پھینک

رہے ہیں۔ کیا ان پر بھی کفر کے فتوے کی چھری چلانے کا ارادہ ہے۔؟

۹۔ جماعت احمدیہ کی طرف یہ الزام بھی منسوب کیا جاتا ہے کہ اس نے قرآن کریم میں لفظی تحریف کی ہے۔ سو اس کا ثبوت ان کے پاس کوئی نہیں۔ جماعت احمدیہ کے مطبوعہ قرآن کریم کو ہر شخص دیکھ کر اپنی تسلی کر سکتا اور ان علماء کرام کی سچائی یا کذب کو پرکھ سکتا ہے۔ بھلا یہ کیونکر ممکن ہے کہ جس جماعت کا دعوٰی ہی یہ ہے کہ وہ قرآن کریم کی حامل ہے وہ قرآن کریم میں تحریف کرکے اپنے خلاف خدا تعالیٰ اور مسلمانوں کا غضب کیوں بھڑکانے لگی۔ یہ امر تو اس کی لعنت ہی کے خلاف ہے۔ اور عقل اسے دھکے دے رہی ہے

باقی رہی تحریف معنوی۔ تو قرآن کریم کے معانی کسی ایک زمانہ کے ساتھ محدود نہیں۔ وہ تو قیامت تک کے لئے ہے۔ اور ہر زمانہ کے لئے اس کا بطن جدا ہے۔ اس کے نئے معانی کے متعلق یہ دیکھا جا سکتا ہے کہ وہ قرآن کریم کے دوسرے مقامات و سنت صحیحہ احادیث صحیحہ کے خلاف تو نہیں۔ اور یہ بھی کہ اس کے معنی لغت و محاورۂ زبان کے خلاف تو نہیں۔

اگر جماعت احمدیہ کے امام یا کسی عالم نے کوئی معنی علماء کے خیال میں غلط کئے ہیں تو ان کی صحت کے ثبوت کا مطالبہ وہ نرمی و محبت سے کر سکتے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ علماء کو اس طرف کبھی آنے کی جرأت نصیب نہ ہوتی۔ ہم نے اوپر ایک آیت خاتم النبیین کے متنت معنوں کے بارے میں بطور شاہد پیش کی ہے۔ اس کے معنوں کا ثبوت کوئی بھی عالم ہم سے طلب کر سکتا ہے۔ بوجہ ایں ہمارا دعوٰی ہے کہ اسے علماء کرام سمجھنے سے قاصر رہے ہیں۔

۱۰۔ جن معنوں میں جہاد کی منسوخی جماعت کی طرف علماء کی طرف سے منسوب کی جاتی ہے یعنی جہاد بالسیف۔ ان معنوں میں جہاد کے متوالے کے باوجود انہوں نے خود ہندوستان میں انگریزوں کے ساتھ اور تقسیم ملک کے بعد بھارت سے کبھی جہاد کرنے کی جرأت نہیں کی اور ہمیشہ ہی مار کھاتے رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو تلوار کا جہاد اور دینی لڑائیاں وقتی طور پر حدیث یضع الحرب کے تحت ملتوی قرار دی تھیں جیسا کہ حضور کے اس شعر سے ظاہر ہے ؎

فرما چکا ہے سید کونین مصطفٰے
عیسٰی مسیح جنگوں کا کر دے گا التوا

اب دو ہی صورتیں ہیں یا تو علماء کو التواء کے معنی نہیں آتے یا وہ حق پر پردہ عمداً ڈال رہے ہیں۔

۱۱۔ رابطہ کی طرف سے جماعت کو برطانوی سامراج کی پروردہ تحریک قرار دیا گیا ہے۔ اگر یہ درست ہے تو تمام برطانوی مقبوضات میں مسلمان انگریزوں کے پروردہ ٹھہرتے ہیں۔ پھر بڑی بڑی کمپنیاں ان کے ممالک میں ان کے مختلف کام چلاتی ہیں اور مدت سے سرانجام دیتی چلی آ رہی ہیں۔ ہندوستان میں تمام مسلمان نہ کہ جماعت احمدیہ کے ساتھ انگریزوں کے پروردہ رہے ہیں۔ مسلمانوں کی ہندوستان میں کوئی الگ حکومت نہ تھی۔ بلکہ وہ سارے کے سارے انگریزوں کے تحت اپنی مرضی کے خلاف غلامی کا دم بھرتے تھے۔

انگریزوں نے ہندوستان میں امن قائم کیا۔ ضمیر و مذہب کی آزادی، جان و مال اور عزت کی حفاظت کی۔ مگر ان علماء نے احسان کا بدلہ ناشکری سے دیا اور هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ کو پس پشت پھینک دیا۔ آخر اس ناشکری کی سزا ۱۹۴۷ء میں ایسی پائی کہ اب تک بھلانے سے بھلائی نہیں جا سکی۔

۱۲۔ جماعت احمدیہ نے انگریزوں کے مذہب کا کھنڈن کیا۔ ان کا خدا مسیح مارا کفارہ و تثلیث ایسی توڑی کہ عالم عیسائیت لرزنے لگا اور علمی و روحانی میدان سے عیسائیت ہمیشہ کے لئے فرار ہو گئی۔ اور اسلام کو اس پر نمایاں فتح و غلبہ حاصل ہو گیا۔ مغربی تہذیب کے پرخچے اڑا دئے اور اسلام کے خلاف اٹھنے والی تحریکوں کا سر کچل کر رکھ دیا اور یہ علماء کرام منہ دیکھتے رہے۔

۱۳۔ مخالف اسلام تحریکوں کے ساتھ جماعت احمدیہ کے مذہبی امور میں تعاون کا کوئی سوال ہی نہیں۔ ہاں جہاں تک حکومت میں بسنے کا سوال ہے جماعت اس کے قانون امن کا پاس کرتی ہے جیسا کہ خود یہ علماء بھی ان کی حکومتوں میں ان کی اطاعت اور قانون کی پابندی کا دم بھرتے ہیں۔ کیا یہ رابطہ عالم اسلام والے زنجر حکومتوں میں ایسا نہیں کرتے۔ اور کیا یہ وہاں ان کے قانون کی خلاف ورزی کر کے وہاں بھی بدامنی پھیلاتے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو معلوم شد بافندگی۔ ظاہر ہے کہ یہ بات تو نہ ہے۔

۱۴۔ یہ خود تو کچھ کرنے سے رہے دوسروں کو کرتا دیکھ کر آگ بگولا ہو جاتے ہیں۔ آج تک جو کچھ اسلام کے لئے جماعت احمدیہ نے کیا ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ مگر ان کا خانہ اس سے خالی ہے۔ لوگوں کی لعنتوں ملامتوں سے تنگ آ کر مجالس بناتے ہیں مگر نتیجہ صفر رہتا ہے۔ ہوا کے بگولے کی طرح سب اڑ جاتا ہے۔ جب کچھ پیش نہیں جاتی تو وہی ابلیس والا پرانا حربہ تکفیر چلانے لگتے ہیں۔ باوجود اس کے کہ ان کو جماعت کے کارناموں کا اعتراف ہے مگر یہ لوگ ان کو دوسروں کی مدد کا نتیجہ بتاتے ہیں۔ آخر کوئی نہ کوئی بہانہ تو چاہیئے

یہ کام ان کے کروڑوں افراد افراط زر کے باوجود نہ کر پائے اور کر کیسے پائیں جبکہ ان کی محرومی خدائی تقدیر ہے

احمدیت کو حسد و عداوت سے قادیانیت کہہ کر اسے خلاف واقعہ نیا مذہب قرار دیتے ہیں۔ جب کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوتی تو لکھ دیتے ہیں کہ

یہ طبقہ کافر ہے اور اسلام سے خارج ہے ان کا اقتصادی۔ سماجی تہذیبی بائیکاٹ کیا جائے۔ یہ غیر مسلم اقلیت ہیں۔

یہ ان کا آخری حربہ ہے جو کفار مکہ نے اختیار کیا تھا۔ کئی سال ہوئے مصر میں رابطۂ عالم اسلامی کا اجلاس ہوا۔ صوبہ بہار کے امیر شریعت سید منت اللہ شاہ صاحب بہاری (پسر مولوی محمد علی صاحب مونگھیری متولی خانقاہ رحمانی) نے یہ بتایا تھا کہ مصر والے اجلاس میں ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے جو ساری دنیا میں انگریزوں کو مدد دینے اور مسلمانوں کو تباہ کرنے کے لئے جال بچھایا ہے اسے توڑا پھوڑا جائے۔

ہم اس وقت سے منتظر تھے کہ رابطۂ عالم اسلام اپنے اس مذموم مقصد کے لئے کیا پروگرام بناتا ہے۔ سو کئی سال کے بعد ایک مذموم پروگرام سامنے آیا ہے۔ اب دنیا دیکھے گی کہ رابطۂ عالم اسلامی اسلام کی خاطر کونسے کارنامے سرانجام دیتا ہے اس نے تکفیر کیہ ... کی موجودگی میں اتحاد کا نعرہ بلند کیا ہے مگر امید نہیں کہ یہ بیل منڈھے چڑھے گی۔ کیونکہ یہ ان کے بس کا روگ نہیں۔ بیمار بھلا بیمار کا کس طرح علاج کر سکتا ہے اور جو خود آفات کا شکار ہو وہ اسلام کے عالمگیر کام کا بوجھ اپنے کندھوں پر کیسے اٹھا سکتا ہے۔ باقی رہا جماعت کا مقابلہ تو علماء کرام نے ایک سو سال مقابلہ کر کے مزہ چکھ لیا ہے وہ جماعت کا بال تک بیکا نہیں کر سکے۔ بلکہ جو سامنے آیا اس نے منہ کی کھائی۔ اور وہ سزا پائی کہ کسی نے کیا پائی ہوگی۔ ہم نے ان کو یاد دلایا تھا کہ مولوی محمد حسین بٹالوی عبد اللہ آتھم۔ چراغدین جمونی۔ حکومت کابل کا شاہی خاندان۔ امیر امان اللہ وغیرہ۔ شاہ فاروق۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری اور ہم جو دیگر علماء عظام جو پہاڑوں جیسی شخصیتیں رکھتے تھے جیسے عطاء اللہ شاہ بخاری احراری و مودودی صاحب۔ یہ کیسے اٹھے تھے اور کیسے بھاگ کس طرح بیٹھ گئے۔ وہ پورا زور لگانے کے باوجود جماعت کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ بلکہ جماعت دن دونی رات چوگنی ترقی کرتی چلی جا رہی ہے۔ اور کوئی نہیں جو اسے روک سکے۔ ان لوگوں کا نام و نشان نہ رہا۔ ہمارے جواب کے بعد امیر شریعت نے سکوت اختیار کر لیا۔ بیشک احمدیت کی مخالفت کے لئے ہوائی قلعے کھڑے کریں یہ پودا اب تناور درخت بن چکا ہے اب بکریوں کی دسترس سے بالا ہو چکا ہے جب جماعت کا بانی اکیلا تھا تو یہ تمام علماء ہند و بلاد اسلامیہ و عرب وغیرہ اسے ناکام نہ بنا سکے اور تحریک احمدیت کو دبا نہ سکے۔ تو اب جبکہ بقول ان کے اس کا جال ساری دنیا میں پھیل چکا ہے یہ اس کا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔ جس قدر مخالفت ہوئی اسی قدر ترقی ہوئی اور اب بھی جس قدر مخالفت بڑھے گی جماعت کا قدم آگے ہی آگے پڑے گا کیونکہ مخالفت اس کے لئے کھاد کا کام دیتی ہے۔ یہ علماء اس کا تجربہ کر چکے ہیں من جرب المجرب حلت به الندامة۔ حضرت نے تمام ممالک کے بدشعار مخالفین کو للکار کر تنبیہ کرتے ہوئے اعلان فرمایا ہے ؎

سخت جاں ہیں ہم کسی کے بغض کی پروا نہیں
دل قوی رکھتے ہیں ہم دردوں کی ہے ہم کو سہار
جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار
ہے سر راہ پر کھڑا وہ خود کھڑا مولیٰ کریم
پس نہ بیٹھو میری رہ میں اے شریران دیار
سنت اللہ ہے کہ وہ خود فرق کو دکھلاتا ہے
تا عیاں ہو کون پاک اور کون ہے مردار خوار
مجھ کو پردہ میں نظر آتا ہے اک میرا معین
تیغ کو کھینچے ہوئے اس پر کہ جو کرتا ہے وار
دشمن غافل اگر دیکھے وہ بازو وہ سلاح
ہوش ہو جائیں خطا اور بھول جائے سب نقار
اس جہاں کا کیا کوئی داور نہیں اور دادگر
پھر شریر النفس ظالم کو کہاں جائے فرار
کیوں عجب کرتے ہو گر میں آ گیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ باد بہار
آسماں پر دعوت حق کے لئے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اتار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم)

۔ درخواست دعا ۔

خاکسار کی ہمشیرہ ناصرہ بیگم رضوانہ نے بی ایڈ میں سیکنڈ کلاس میں کامیابی حاصل کی ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس کامیابی کو میری ہمشیرہ کے لئے بابرکت کرے۔ نیز خاکسار کی والدہ محترمہ پیری میں تکلیف کی وجہ سے بیمار ہیں ان کی کامل صحت کے لئے احباب دعا فرمائیں

خاکسار بی ایم داؤد احمد
منیر نانوتی ۔ قادیان

خلافت کی ضرورت و اہمیت

از مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب رئیس مدرسہ احمدیہ قادیان

زندہ رسُول کا زندہ فیضان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجسّم خیر تھے ۔ آپ کی شریعت کو بھی خیر کہا گیا ہے اور آپ کی اُمت کا نام بھی خیر اُمت ہے اور آپ نے خیر الناس کی تعریف فرمائی ہے ما ینفع الناس ۔ اور قرآن مجید نے وَاَمَّا مَا یَنۡفَعُ النَّاسَ فَیَمۡکُثُ فِی الۡاَرۡضِ کہہ کر نافع الناس کو قانون Survival of the fittest کے مطابق زمین پر باقی رہنے والا قرار دیا ہے ۔ یوں تو خدا تعالےٰ کے قانون کے مطابق انفرادی زندگی پر موت لازمی ہے مگر نافع الناس وجود بقدر اپنے کمال کے زندگی پاتا ہے ۔ اور جسے خدا کے فضل سے کمال تام حاصل ہو جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ۔ جن کے حق میں خدا تعالےٰ نے خود فرمایا ہے کہ وَکَانَ فَضۡلُ اللّٰہِ عَلَیۡکَ عَظِیۡمًا ۔ ایسے وجود پر بقول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدا تعالےٰ دو موتیں جمع نہیں فرماتا ۔ اسی حقیقت کے اظہار کے لئے عربی محاورہ ہے مَا مَاتَ مَنۡ خَلَفَ یعنی جس کے جانشینوں کا سلسلہ اس کے وجود کو زندہ رکھنے کا باعث بنتا رہے ایسا وجود مرا نہیں کرتا ۔ بلکہ علیٰ قدر مراتب حیاتِ جاودانی پانے والا قرار پاتا ہے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :۔

”خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو ۔ اس واسطے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا اطلاق ہو ۔ کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظلّ ہوتا ہے ۔ اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالےٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف واولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے ۔ سو اسی غرض سے خدا تعالےٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے“

پھر آیت کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّۃٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ کے بارہ میں فرماتے ہیں :۔

”سوا سے لوگو جو مسلمان کہلاتے ہو براہِ خدا سوچو کہ اس آیت کے یہی معنی ہیں کہ ہمیشہ قیامت تک تم میں روحانی زندگی اور باطنی بینائی رہے گی ۔ غیر مذاہب والے تم سے روشنی حاصل کریں گے اور یہ روحانی زندگی اور باطنی بینائی جو غیر مذاہب والوں کو حق کی دعوت کرنے کے لئے اپنے اندر لیاقت رکھتی ہے ۔ یہی وہ چیز ہے جس کو دوسرے لفظوں میں خلافت کہتے ہیں ۔ پھر کیونکر کہتے ہو کہ خلافت صرف تیس برس تک ہو کر پھر زاویۂ عدم میں مخفی ہو گئی ۔ اتقوا اللہ ! اتقوا اللہ ! اتقوا اللہ !“

(خلاصہ عبارت شہادت القرآن)

خلافت کی اہمیت و ضرورت

خلافت کی اہمیت اور نبوت کی اہمیت دونوں ایک دوسرے سے جداگانہ نہیں ہیں ۔ نبوت اصل ہے خلافت اس کا ظل ہے ۔ چونکہ الٰہیات اور امور معاد کے مسائل نہایت باریک اور نظری ہیں گویا تمام امور غیر مرئی اور فوق العقل پر ایمان لانا پڑتا ہے ۔ نہ خدا تعالےٰ کبھی کسی کو نظر آیا ۔ نہ کبھی کسی نے بہشت دیکھی ۔ نہ دوزخ کا مشاہدہ کیا ۔ نہ ملائک سے ملاقات ہوئی ۔ علاوہ اس کے احکام الٰہی مخالف جذبات نفس ہیں اور نفس امّارہ جن باتوں میں لذت پاتا ہے احکام الٰہی اس سے منع کرتے ہیں ۔ لہٰذا عند العقل یہ بات نہ صرف احسن بلکہ واجب ہے کہ خدا تعالےٰ کے پاک نبی جو شریعت اور کتاب لے کر آتے ہیں اور اپنے نفس میں تاثیرات اور قوت قدسیہ رکھتے ہیں یا تو وہ ایک لمبی عمر لے کر آویں اور ہمیشہ اور ہر صدی میں ہر ایک اپنی اپنی اُمت کو اپنی ملاقات اور صحبت سے شرف بخشیں اور اپنے زیر سایہ رکھ کر اور اپنے پُر فیض پروں کے نیچے ان کو لے کر وہ برکت اور نور اور روحانی معرفت پہنچا دیں جو انہوں نے ابتدائی زمانہ میں پہنچائی تھی ۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس مرد صادق کا منہ دیکھا تھا اسی وجہ سے وہ اشتراب ایمانی اور جوش اطاعت جو نبی کے دیکھنے والوں میں تھا دوسروں میں وہ بات نہیں پائی گئی ۔ اور اس کا نمونہ اور صدیوں میں تو کجا دوسری صدی کے لوگوں یعنی تابعین میں بھی نہیں پایا گیا ۔ اسی حقیقت کے پیش نظر خدا تعالےٰ نے جو ہر انسان کو نجات کے لئے بلاتا ہے ضروری تھا کہ ہمیشہ کے لئے کریم ایسا ہی انتظام ہر ایک صدی کے لئے رکھے تا اس کے بندے کسی زمانہ میں حق الیقین کے مراتب سے محروم نہ رہیں جیسا کہ اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ ۔ آیت موصوفہ بطور اشارت ظاہر کر رہی ہے کہ دنیا صادقوں کے وجود سے کبھی خالی نہیں ہوتی ۔ پھر فرماتا ہے اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ ۔ اور پھر اسی کی تفسیر میں فرماتا ہے وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ .... فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ (سورۂ نور)

ترجمہ :۔ اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا ۔ اور جو دین اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے وہ ان کے لئے اسے مضبوطی سے قائم کر دے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد وہ ان کے لئے امن کی حالت تبدیل کر دے گا وہ میری عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے ۔ اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دئے جائیں گے ۔

پھر فرماتا ہے وَلَقَدۡ کَتَبۡنَا فِی الزَّبُوۡرِ مِنۡۢ بَعۡدِ الذِّکۡرِ اَنَّ الۡاَرۡضَ یَرِثُہَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوۡنَ ۔ یہ آیت صاف صاف پکار رہی ہے کہ اسلامی خلافت دائمی ہے ۔ اس لئے کہ یَرِثُہَا کا لفظ دوام چاہتا ہے ۔ وجہ یہ کہ اگر نوبت فاسقوں کی ہو تو زمین کے وارث وہی قرار پائیں گے نہ صالح ۔ اور سب کا وارث وہی ہوتا ہے جو سب کے بعد ہو ۔

اسلام اور اجتماعیت

اسلام کی ساری تعلیم ایک ضابطہ اور کامل نظام کو پیش کر رہی ہے ۔ اس میں کہیں انفرادیت کے الگ خطوط کا ذکر نہیں بلکہ خدا تعالےٰ اسے ھُدًی لِّلنَّاسِ قرار دیتا ہے ۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اعلان کراتا ہے

قُلۡ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعًا

پھر نظم ملّی کے تمام اجزاء کا جا بجا مختلف آیات میں ذکر موجود ہے ۔ مثلاً احیائے سنّت نبوی صلعم ۔ عبادات ۔ انفاق فی سبیل اللہ ۔ تبلیغ معاشرت ۔ تمدنی مسائل ۔ قومی رواداری ۔ حکومتوں سے روابط وغیرہ جتنے امور ہیں سب اسی کی شاخیں یا فروع ہیں ۔ غرض اسلام نے جو معاشرہ قائم کرنا چاہا ہے اسے منظم طور پر چلانے کے لئے اُولی الامر سے وابستگی کی تعلیم دی ہے ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جماعتی زندگی کو نہایت ضروری قرار دیا ہے اور یداللہ علی الجماعۃ کا ارشاد فرمایا ہے ۔ اعتصام بحبل اللہ بجز نبوت و خلافت ممکن ہی نہیں ۔ پس اس لحاظ سے زندگی کی وہ حقیقت جو صحابہ رضی اللہ عنہم میں تھی وَالَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡہُمۡ بِاِحۡسَانٍ میں بذریعہ خلافت قائم ہو سکتی ہے ۔ خلافت وہ Tunnel ہے جو فیضانِ الٰہی کو بندوں تک منتقل کرتی ہے اور نعمائے الٰہی کو خدا تعالےٰ کے بندوں تک تا قیامت منتقل کرتے چلے جانے کا واحد ذریعہ ہے ۔ اسی کے بارہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا :۔

”میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے“

(یوحنا باب ۱۴ آیت ۱۶-۱۷)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اسی زندگی کی امید دلاتے ہوئے الوصیت میں تحریر فرمایا ہے :۔

”تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت آ نہیں سکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن جب میں جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی“

ہمیشہ کے یہ معنے ہیں جو قرآن کریم کی اس آیت میں پائے جاتے ہیں اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِہِمۡ (سورۂ رعد آیت ۱۲) یعنی اللہ تعالےٰ کبھی کسی قوم کے ساتھ اپنے سلوک میں تبدیلی نہیں کرتا جب تک کہ وہ خود اپنے دلوں میں تبدیلی پیدا کرے

حضرت مصلح موعودؓ کا ارشاد

”۔۔۔ میں اپنی جماعت سے کہتا ہوں کہ تمہارا کام یہ ہے کہ تم ہمیشہ اپنے آپ کو خلافت سے وابستہ رکھو اور خلافت کے قیام کے لئے قربانیاں کرتے چلے جاؤ اگر تم ایسا کروگے تو خلافت تم میں ہمیشہ رہے گی خلافت تمہارے ہاتھ میں خدا تعالیٰ نے دی ہے ۔ اس لئے دی ہے تا وہ کہہ سکے

کہ میں نے اسے تمہارے ہاتھوں دیا تھا۔ اگر تم چاہتے تو یہ چیز تم میں قائم رہتی۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اسے الہامی طور پر بھی قائم کر سکتا تھا مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ اس نے یہ کہا کہ اگر تم لوگ خلافت کو قائم رکھنا چاہو گے تو میں بھی اسے قائم رکھوں گا۔ گویا اس نے تمہارے منہ سے کہلوانا ہے کہ تم خلافت چاہتے ہو یا نہیں چاہتے۔ اب اگر تم اپنا منہ بند کر لو یا خلافت کے انتخاب میں اہلیت مدنظر نہ رکھو تو تم اس نعمت کو کھو بیٹھو گے۔ پس مسلمانوں کی تباہی کے اسباب پر غور کرو اور اپنے آپ کو موت کا شکار ہونے سے بچاؤ۔ تمہاری عقلیں تیز ہونی چاہئیں اور تمہارے حوصلے بلند ہونے چاہئیں۔ تم وہ چٹان نہ بنو جو دریا کے رُخ کو پھیر دیتی ہے بلکہ تمہارا کام یہ ہے کہ تم وہ چینل Channel بن جاؤ جو پانی کو آسانی سے گزارتی ہے۔ تم ایک ٹنل Tunnel ہو جس کا کام یہ ہے کہ وہ فیضانِ الٰہی جو رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ حاصل ہوا ہے اسے آگے چلاتے چلے جاؤ۔ اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے تو تم ایک ایسی قوم بن جاؤ گے جو کبھی نہیں مرے گی۔ اور اگر تم اس فیضانِ الٰہی کے رستہ میں روک بن گئے اس کے رستہ میں پتھر بن کر کھڑے ہو گئے تو وہ تمہاری قوم کی تباہی کا وقت ہو گا۔ پھر تمہاری عمر کبھی لمبی نہیں ہو گی اور تم اسی طرح مر جاؤ گے جس طرح پہلی قومیں مریں۔"

(تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ سوم صفحہ ۱۳)

آخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

— دعائے مغفرت —

نہایت افسوس کے ساتھ یہ اطلاع احباب کو دی جاتی ہے کہ مکرم خواجہ غلام محمد صاحب صدر جماعت احمدیہ ادنہ گام (کشمیر) کے فرزند عزیز محمد یحییٰ (فارسٹر) مورخہ ۳۰ اپریل کو اپنی ڈیوٹی پر جاتے ہوئے بانڈی پورہ کے قریب ایک ٹرک کی زد میں آکر جاں بحق ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بوڑھے والدین۔ بیوہ اور دو چھوٹی بچیوں کے لئے خصوصاً اور سارے خاندان کے لئے عموماً یہ عظیم صدمہ ہے۔ احبابِ جماعت کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جملہ پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق بخشے اور مرحوم کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند کرے۔ آمین

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

جماعت احمدیہ میں خلافت

بقیہ صفحہ

جماعتِ احمدیہ کو خلافت کی وجہ سے حاصل ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے خلافت ثالثہ کے بارہ میں ان الفاظ میں بشارت دی ہے:

"پس میں ایسے شخص کو جس کو خدا تعالیٰ خلیفۂ ثالث بنائے ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لا کر کھڑا ہو گا تو اگر دنیا کی حکومتیں بھی اس سے ٹکر لیں گی تو ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔"

(تقریر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ جلسہ سالانہ ۱۹۵۶ء)

ممبرانِ رابطۂ عالمِ اسلامی اور بالخصوص مولوی ابوالحسن صاحب ندوی اس بات کو نوٹ کر لیں کہ جماعتِ احمدیہ کی مخالفت میں ان کا حشر وہی ہو گا جو اس سے پہلے سید نذیر حسین دہلوی، مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی ثناء اللہ امرتسری کا ہو چکا ہے۔ بیشک وہ اس آسمانی چٹان سے سر ٹکرائیں مگر وہ جماعت کا انشاء اللہ کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ جماعت احمدیہ ملکوں میں پھیلے گی اور تمام دنیا میں پرچم اسلام کو بلند کرے گی اور یہ سب کام خلافت کی برکت اور خلافت کے ذریعہ ہو گا۔ انشاء اللہ

حرفِ آخر

احبابِ کرام! اسلام ایک زندہ مذہب ہے۔ اسلامی شریعت ہمیشہ قائم رہنے والی شریعت ہے اس لئے اسلامی خلافت کا سلسلہ ہمیشہ قائم رہے گا اور اس دائمی خلافت کا سلسلہ کبھی منقطع نہ ہو گا۔ ساری برکتیں اسی خلافت میں ہیں۔ اس لئے اس کو مضبوطی سے پکڑے رکھیں۔ حضرت مصلح موعودؓ خلافت کی برکات پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اے دوستو! میری آخری نصیحت یہ ہے کہ سب برکتیں خلافت میں ہیں۔ نبوت ایک بیج ہوتی ہے جس کے بعد خلافت اس کی تاثیر کو دنیا میں پھیلا دیتی ہے۔ تم خلافتِ حقہ کو مضبوطی سے پکڑو اور اس کی برکات سے دنیا کو متمتع کرو۔ تا خدا تعالیٰ تم پر رحم کرے اور تم کو اس دنیا میں بھی اونچا کرے اور اُس جہان میں بھی اونچا کرے۔"

(الفضل ۲۰ مئی ۱۹۵۹ء)

وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

نظم کچھ کام نہیں دیتا خلافت کے بغیر!

نتیجۂ فکر جناب شیخ روشن دین صاحب تنویر مرحوم و مغفور ربوہ

محترم مرحوم تنویر صاحب نے ۱۹۷۰ء کی مجلس مشاورت ربوہ کے روحانی مناظر سے متاثر ہو کر جو چند بلیغ اشعار نظم کئے وہ بدر میں انہی سال شائع ہو چکے ہیں۔ جن حقائق کو نظم کیا گیا تھا بحمد اللہ وابستگانِ خلافت ہر سال ہی ان کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ جس صورت میں کہ اس سال صدسالہ احمدیہ جوبلی کے تحت تبلیغ اسلام اور توسیع اشاعت قرآن کریم کے عظیم القدر منصوبہ کی تفصیلات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائیں اس لحاظ سے جناب تنویر صاحب کے اشعار کی معنویت اور زیادہ نکھر کر سامنے آجاتی ہے۔ اسی مناسبت سے ذیل میں وہ اشعار دوبارہ شریکِ اشاعت کئے جاتے ہیں۔ — ایڈیٹر

تجھ کو آنکھوں سے مسیحائے زماں دیکھ لیا
تو ہی اسلام کا ہے زندہ نشاں دیکھ لیا

زندگی بخش ہے کیا وادیٔ ربوہ کی فضا
ہم نے اس خطۂ ارضی میں جناں دیکھ لیا

نظم کچھ کام نہیں دیتا خلافت کے بغیر
ہے جماعت کی یہی روحِ رواں دیکھ لیا

ڈھال ہے جس کے وراء ہوتا ہے مومن کا جہاد
ہم نے بہ تجربہ یہ رازِ عیاں دیکھ لیا

استقامت ہے خدا کی یہ عطا ہے تنویر
بزمِ شوریٰ میں یہی ہم نے سماں دیکھ لیا

اخبارِ قادیان

قادیان - مکرم چوہدری عبدالقدیر صاحب محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان اپنی بیٹی عزیزہ امۃ الباسط کو ٹانسلز کا اپریشن کرانے کے لئے مورخہ ۶ مئی کو امرتسر لے گئے۔ جہاں کلکڈ نرسنگ ہوم (پرائیویٹ) میں جناب ڈاکٹر جی ایم تنیجہ نے اگلے روز عزیزہ کا اپریشن کیا۔ چار روز قیام کے بعد موصوف اپنی بیٹی کو واپس لے آئے۔ بچی اب بفضلہ تعالیٰ رو بصحت ہے۔ کامل شفایابی کے لئے احباب دعا فرمائیں۔ (یہ خبر سہواً گزشتہ پرچہ میں شائع ہونے سے رہ گئی تھی)

قادیان - ۱۶ مئی کو مکرم میر محمود اللہ صاحب آف لنڈن اپنی دو ہمشیرگان کے ساتھ مقاماتِ مقدسہ قادیان کی زیارت کے لئے تشریف لائے۔

۱۸ مئی - مکرم مولوی بشیر احمد صاحب مومن درویش کے بڑے بیٹے عزیز عبدالرؤف کو عرصہ سے ٹانگ میں تکلیف چلی آرہی تھی۔ چنانچہ آج عزیز کو بغرضِ علاج وی۔ جے ہسپتال امرتسر میں داخل کرا دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کامل و عاجل شفا دے۔ آمین۔

امتحان کتاب دعوۃ الامیر

گزشتہ سال ۱۱ نبوت ۱۳۵۲ ہش (نومبر ۱۹۷۳ء) کتاب دعوۃ الامیر کے نصف اول کا امتحان ہوا تھا اب اسی کتاب کے بقیہ نصف کا امتحان (۱۵۷ سے آخر تک) ماہ اخاء ۱۳۵۳ ہش کے آخری اتوار یعنی ۲۷ اکتوبر ۱۹۷۴ء کو ہو گا۔

جملہ عہدیداران صدر صاحبان بالخصوص سیکرٹریان تبلیغ و تربیت۔ مبلغین کرام و معلمین صاحبان مکرم نوٹ فرما لیں اور ابھی سے احبابِ جماعت کو شرکت کی تحریک کر کے تیاری شروع کرا دیں۔ جملہ امیدواران کے کوائف اور فہرست نظارت ہٰذا کو بھجوا دیں۔ — ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کا اڑیسہ میں تبلیغی و تربیتی دورہ

مختلف جماعتوں میں کامیاب جلسے

از مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل رکن تبلیغی وفد

کٹک کے کامیاب جلسہ کے بعد مورخہ ۸ر اپریل سنہ ۱۹۷۴ء کو صبح دس بجے حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مدظلہ العالی حضرت بیگم صاحبہ اور دیگر اراکین وفد سونگڑہ اور کیندرہ پاڑا گئے۔ دونوں جگہ یعنی سونگڑہ اور کیندرہ پاڑا میں کامیاب پبلک جلسے منعقد ہوئے۔ کیندرہ پاڑا میں ہندو معززین بڑی تعداد میں شامل تھے۔ کئی غیر مسلم دوستوں نے بھی تقاریر میں حصہ لیا۔ تفصیلی رپورٹ انشاء اللہ بدر میں آ جائے گی۔

کیندرا پاڑہ سے ۱۰ر اپریل صبح کو بذریعہ اسٹیٹ کار روانگی ہوئی۔ اور بعد دوپہر قریباً ۲ بجے وفد کوٹ پلہ پہنچا۔ کوٹ پلہ کے احمدی انصار۔ خدام۔ اطفال اور لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ چشم براہ تھے۔ کوٹ پلہ پہنچنے پر حضرت میاں صاحب اور دیگر اراکین وفد کی گل پوشی کی گئی اور نعرہ ہائے تکبیر سے پُرجوش استقبال کیا۔ چونکہ یہاں قیام مختصر تھا اس لئے احباب جماعت کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جلسہ سالانہ سنہ ۱۹۷۳ء کی ٹیپ شدہ معرکۃ الآراء تقریر سنائی گئی۔ بعدہٗ جماعت کی طرف سے دوپہر کا کھانا پیش کیا گیا۔ کھانے کے بعد ظہر و عصر کی نمازیں ادا کی گئیں اور مسجد احمدیہ میں ہی ایک جلسے کا انعقاد کیا گیا۔ خاکسار نے تلاوت قرآن مجید کی۔ ایک مقامی احمدی دوست نے اڑیہ نظم سنائی۔ مکرم عبد الغفار صاحب نے سپاسنامہ پیش کیا۔ حضرت میاں صاحب نے جماعت کا شکریہ ادا کیا اور تربیتی سلسلہ

احباب

میں اہم نصائح فرمائیں۔ ایک دوست

میں بعض

اماء اللہ کا علیحدہ جلسہ ہوا

نے بیعت کی۔ لجنہ

اجرہ لجنہ اماء اللہ نے

جس میں حضرت صدرہ

قریباً پونے پانچ

مستورات کو خطاب فرمایا

اب جماعت نے

بجے کوٹ پلہ سے روانگی تھی۔ احباب

پُرخلوص رنگ میں الوداع کیا۔ کوٹ پلہ

سے پختہ سڑک تک قریباً ۱½ میل کا

راستہ ہے جسے احباب جماعت نے کافی محنت کر کے موٹر کے لئے ہموار کر لیا تھا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

تھوڑی ہی دیر میں قافلہ پنکال کی حد میں پہنچ گیا۔ پنکال کا سارا گاؤں ہی احمدی ہے۔

احباب جماعت پنکال سے باہر سڑک پر جمع تھے وفد کے وہاں پہنچتے ہی نعرہ ہائے تکبیر سے فضا گونج اٹھی۔ حضرت میاں صاحب موٹر کار سے اتر پڑے۔ آپ کی گل پوشی کی گئی۔ آپ احباب جماعت سے ملے اور احباب جماعت کے جم غفیر میں نعرہ ہائے تکبیر۔ اسلام و احمدیت زندہ باد کے فلک شگاف نعروں کے درمیان پنکال پہنچے۔ مستورات کا اجتماع پریذیڈنٹ صاحب جماعت احمدیہ کے مکان پر تھا۔ وہاں مستورات نے حضرت بیگم صاحبہ کی گل پوشی کی اور پُرخلوص استقبال کیا۔

بعد نماز مغرب پنکال میں حضرت مرزا وسیم احمد صاحب کی زیر صدارت پبلک جلسہ منعقد ہوا جس میں مکرم شمیم الحق صاحب نے تلاوت قرآن مجید کی اور شہباز خاں صاحب نے نظم سنائی۔ مکرم مولوی عبد الحق صاحب نے کلنکی اوتار کی آمد پر تقریر کی۔ وسیم خاں صاحب نے ایک نظم سنائی خاکسار نے کلنکی اوتار کے بارہ میں مختلف کتب کی پیشگوئیاں بیان کیں۔ بالخصوص ہندو کتب میں کلجگ کی علامات کا تفصیلی تذکرہ کیا اور بتایا کہ کلنکی اوتار اپنے وقت پر آیا۔ آخر میں کلنکی اوتار کے چند اہم کارناموں کو بیان کیا۔

حضرت صاحبزادہ صاحب نے صدارتی تقریر میں فرمایا کہ پرماتما کے اوتار جب بھی دنیا میں آتے ہیں ان کی کمزور آواز کو دبانے کی کوشش کی جاتی ہے یہی حال اس زمانہ کے اوتار حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے ساتھ ہوا۔ آپ کی آواز جو قادیان سے بلند ہوئی اس کو دبانے کی کوشش کی گئی چونکہ خدا کی مدد اور نصرت آپ کے ساتھ تھی اس لئے وہ آواز بلند ہوتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ ہندوستان کے کونوں میں پہنچی اور ہندوستان کو چیرتی ہوئی غیر ملکوں میں پھیل گئی۔ یہاں پنکال میں ہی آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ قادیان سے کتنی دور ہے لیکن کلنکی اوتار پر ایمان لانے والے یہاں کثرت سے موجود ہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے ابھی تک اس اوتار کے بارہ میں غور نہیں کیا چاہیئے کہ وہ غور کریں۔ کیونکہ مختلف کتابوں میں جو اس اوتار کے آنے کی

ان تمام پیشگوئیاں تھیں وہ پوری ہو چکی ہیں۔

آپ کے اس خطاب کا ساتھ کے ساتھ

نشاء

اڑیہ میں ترجمہ

کیا گیا

آخر میں بعض غیر مسلم احباب نے کلنکی اوتار کے بارہ میں سوالات کئے اور خاکسار نے ان کے جوابات دئے۔ جلسہ میں پنکال کے احمدی احباب کے علاوہ نیو پٹنہ اور دیگر مقامات سے غیر مسلم کثیر تعداد میں آئے ہوئے تھے۔ اور انہوں نے نہایت ہی غور کے ساتھ جلسہ کی کارروائی کو سنا۔ (23 May 1974) اڑیسہ

پنکال میں اگلے روز دوپہر تک قیام رہا حضرت میاں صاحب مع بیگم صاحبہ احمدی احباب کے مکانوں میں بغرض دعا تشریف لے گئے دوپہر کے کھانے کے بعد قریباً دو بجے عرق پٹنہ کے لئے روانگی ہوئی۔ عرق پٹنہ جانے کے لئے بھی قریب ۱½-۲ میل کا کچا رستہ ہے۔ احباب جماعت نے اس رستہ کو بڑی محنت اور سرعت سے صاف کیا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس محنت کی جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔ تین بجے کے قریب عرق پٹنہ پہنچے احباب جماعت نے مکرم مولوی سید مبشر الدین صاحب معلم وقف جدید کی سرکردگی میں پُرجوش استقبال کیا۔ عرق پٹنہ پہنچ کر ظہر و عصر کی نمازیں ادا کی گئیں۔ بعدہٗ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی صدارت میں ایک تبلیغی پبلک جلسہ منعقد کیا گیا۔ مکرم جبرئیل خاں صاحب کی تلاوت اور سکندر خاں صاحب کی نظم کے بعد عزیز سید تنویر احمد سلمہ اللہ تعالیٰ نے افتتاحیہ تقریر اڑیہ زبان میں کی۔ اور اس جلسہ کی غرض و غایت بیان کی۔ بعدہٗ مکرم مولوی سید مبشر الدین صاحب نے جماعت کی طرف سے سپاسنامہ پیش کیا۔ ازاں بعد خاکسار نے کلنکی اوتار نے آکر کیا تعلیم دی اور کیا انقلاب پیدا کیا" کے موضوع پر تقریر کی۔ نیز کلنکی اوتار حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مذہبی لحاظ سے امن و سکون کے قیام کے لئے جو جد و جہد فرمائی ہے اس پر روشنی ڈالی خاکسار کے بعد پھر چندر آنند صاحب نے بھاگوت پُرانا میں سے چند شلوک پڑھ کر ان کا اڑیہ میں ترجمہ بتایا۔ ان کے بعد شری جادو ناتھ صاحب ہیڈ ماسٹر ہیڈ ماسٹر ایم۔ ای سکول نے تقریر کی۔ آپ نے بتایا کہ ہم ریڈیو سے کٹک میں ہونے والے جماعت احمدیہ کے جلسہ کی روداد سُنی تھی۔ جس سے پتہ چلا تھا کہ قادیان سے آئے ہوئے مولانا بشیر احمد صاحب گیتا وید اور قرآن کریم سے پریم اور اہنسا کی تعلیم دیتے ہیں۔ اور یہاں کی احمدیہ جماعت کے احباب سے یہ معلوم کر کے بڑی خوشی ہوئی کہ مولانا موصوف اور کلنکی اوتار کے پوتے بھی ہمارے اس گاؤں میں تشریف لائے ہیں۔ یہاں مولانا صاحب کے لیکچر کو سن کر بہت خوشی ہوئی بلکہ شانتی ملی۔ کیونکہ ان کا پیغام شانتی کا پیغام ہے۔ ہم سب کو ان کے سندیش پر دھیان دینا چاہیئے اور شانتی کے اس رستے پر چلنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

بعدہٗ حضرت میاں صاحب مدظلہ العالی نے صدارتی تقریر فرمائی اور بتایا کہ اوتار دنیا میں اس لئے آتے ہیں کہ اس رشتہ کو جو خدا اور اس کے بندے کے درمیان ہوتا ہے مضبوط کریں۔ آج دنیا مذہب سے دور ہو کر خدا سے دور ہو چکی تھی۔ اور اسی دوری کی وجہ سے حقیقی امن و سکون انسانی زندگی میں ختم ہو گیا تھا۔ حضرت مرزا صاحب اس زمانہ کے لئے بطور اوتار ظاہر ہوئے ہیں۔ اور آپ نے خدا اور بندے کا پھر سے رشتہ قائم کیا ہے۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب سے خدا خود کلام کرتا تھا۔ اور آپ کی روحانی طاقت کے ذریعہ سینکڑوں لوگوں کو خدا سے ہمکلامی کا شرف عطا ہوا۔ دراصل خدا کے ساتھ انسان کا رشتہ قائم ہونے سے ہی سچی شانتی مل سکتی ہے خدا ہمیں اس راستے پر چل کر سچی اور حقیقی شانتی حاصل کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔ آپ کی تقریر کا خلاصہ اڑیہ زبان میں مکرم سید تنویر احمد صاحب بی اے نے پیش کیا۔ آخر میں حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ غیر مسلم کافی تعداد میں اس جلسے میں موجود تھے۔ جلسہ کے بعد غیر مسلم احباب حضرت میاں صاحب کو اپنے محلہ میں لے گئے۔ اور دعا کرائی۔ وہاں سے واپسی پر حضرت میاں صاحب و بیگم صاحبہ چند احباب کے گھروں میں تشریف لے گئے اور دعا فرمائی۔ ۵½ بجے شام عرق پٹنہ سے کرڑاپلی کو روانگی ہوئی۔ اور قریباً ۶½ بجے شام کرڑاپلی پہنچے جماعت احمدیہ کرڑاپلی نے اپنی روایت کے مطابق نہایت ہی شاندار استقبال کیا۔ احباب جماعت گاؤں سے آدھ میل کی دوری پر پختہ سڑک پر جمع تھے۔ یہاں حضرت میاں صاحب کی گل پوشی کی گئی۔ اور پختہ سڑک سے گاؤں تک پُرجوش نعروں کے درمیان حضرت میاں صاحب اور وفد کے ارکان کرڑاپلی پہنچے۔

رات کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ٹیپ شدہ تقاریر احباب جماعت کو سنائی گئیں۔ یہ سلسلہ رات کے ۱۰½ بجے تک جاری رہا۔

اگلے روز ۱۲ر اپریل صبح نو بجے مسجد احمدیہ کے وسیع صحن میں حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی صدارت میں ایک پبلک اجلاس ہوا

جس میں شیخ یوسف علی صاحب نے قرآن مجید کی تلاوت کی۔ یار محمد صاحب۔ شیخ عبدالمجید صاحب۔ شیخ قاسم علی صاحب اور شہباز خاں صاحب نے اردو اور اڑیہ میں نظمیں پیش کیں۔ شیخ عبدالحکیم صاحب نے سپاسنامہ پیش کیا۔ مکرم شمس الحق صاحب معلّم نے کلنکی اوتار کی آمد کے بارہ میں تقریر کی۔ خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر تقریر کی ماسٹر گوپی ناتھ صاحب۔ داس نے جو شاسن سے تشریف لائے تھے ہندو کتب کی رو سے کلنکی اوتار کے بارہ میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ صاحب صدر نے مختصر صدارتی تقریر فرمائی اور آخر میں غلام عظیم ولد غلام مصطفیٰ صاحب سکنہ بھدرک کے نکاح کا اعلان فرمایا۔ خطبہ نکاح میں اس امر کی طرف احباب جماعت کو توجہ دلائی کہ ملکی اور قومی رسومات پر اسلامی تعلیم کو ترجیح دینا چاہیئے اور رسومات کو قطعی چھوڑ دینا چاہیئے دعا پر جلسہ قریباً بارہ بجے دوپہر اختتام پذیر ہوا۔

آج جمعہ کا مبارک دن تھا۔ جمعہ کی نماز حضرت صاحبزادہ صاحب نے پڑھائی۔ خطبہ جمعہ میں آپ نے اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ جلسوں کے مواقع پر نیز کسی مہمان کی آمد پر استقبال کرتے ہوئے صرف وہ نعرے لگانے چاہئیں جو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مقرر فرمائے ہیں۔ جیسا کہ نعرہ ہائے تکبیر۔ حضرت رسول کریم صلعم زندہ باد۔ حضرت مرزا غلام احمد کی جے۔ انسانیت زندہ باد۔

پھر آپ نے صدسالہ احمدیہ جوبلی فنڈ پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ایک اہم تحریک فرمائی ہے جس کے لئے پہلے سے جماعت کو تیار کیا ہے۔ وہ تحریک یہ ہے کہ جماعت کے قیام پر ایک صدی گزر جانے پر جشن منایا جائے کہ باوجود سخت مخالفت کے اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ترقی دی۔ نیز اگلی صدی کے استقبال کے لیے یہ جشن منایا جائے۔ کیونکہ ایک نیکی دوسری نیکی کی توفیق دیتی ہے اور قرآن مجید نے فرمایا ہے کہ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ۔ حضور کی اس تحریک کے دو حصے ہیں۔ ایک تو مالی تحریک ہے جس میں ۲½ کروڑ روپیہ جمع کرنے کی تحریک فرمائی اور تحریک کرتے وقت ہی فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ روپیہ ۵ کروڑ سے زیادہ جمع ہو جائے گا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اب تک آمدہ اطلاعات کے مطابق ۵ کروڑ سے رقم بڑھ چکی ہے۔ بھارت کی جماعتیں بھی اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی ہیں۔ کرڑاپلی کی جماعت کو بھی اس مالی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیئے۔ اس تحریک کا دوسرا حصہ نفلی عبادت ہے۔ ان نفلی عبادات کو بھی ہمیں ادا کرنا چاہیئے۔ اور ہمیں دعا کرنی چاہیئے کہ ہم سب کو ان کی توفیق ملے اور خدا تعالیٰ ان کو قبول فرمائے۔

کامیاب تبلیغی جلسہ

شام کو ۵ بجے ایک تبلیغی پبلک جلسہ جناب راد ھا ناتھ صاحب رتھ ایم ایل اے ایڈیٹر اخبار سماج کی صدارت میں منعقد ہوا۔ مکرم مولوی سید مبشر احمد صاحب نے قرآن مجید کی تلاوت کی اور بشارت محمد صاحب نے نظم پڑھی۔ مکرم سید تنویر احمد صاحب بی اے نے جلسہ کے اغراض و مقاصد بیان کئے۔ اچیوتانند داس صاحب نے دھرم کی ضرورت پر تقریر کی۔ مکرم مولوی عبدالحق صاحب معلّم وقفِ جدید نے کلنکی اوتار کی آمد پر تقریر کی۔ مکرم حنیف احمد صاحب قائد جماعت احمدیہ کیرنگ نے نظم سنائی۔ ازاں بعد خاکسار نے اس موضوع پر تقریر کی کہ موجودہ دور میں صحیح شانتی کیونکر حاصل ہو سکتی ہے۔ اس کے لئے قرآن مجید گیتا اور وید کے حوالہ جات سے خاکسار نے بتایا کہ شانتی خدا کے ساتھ تعلق قائم کرنے سے ہوتی ہے

خاکسار کے بعد ترہری داس صاحب نے تقریر کی۔ آپ نے بتایا کہ مذاہب کی تعلیم میں کوئی اختلاف نہیں۔ مذاہب نے ایک ہی تعلیم دی ہے۔ ضرورت اس تعلیم پر عمل کرنے کی ہے صرف جنیو دھارن کرنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اصل مقصد دھرم کے اصولوں کو سمجھنا اور ان پر عمل کرنا ہے۔ اور جیسا آپ نے مولانا صاحب کی تقریر میں سنا آج دھرم کے اصولوں کے چھوڑنے کی وجہ سے ہی ساری تباہی آرہی ہے۔ ازاں بعد بڑمبا کے راجہ جناب کرشن چندر بیربر سنگ راج مہاپاترا نے تقریر کرتے ہوئے اس قسم کے جلسوں کی سراہنا کی۔

ان کے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مدظلہ العالی نے تقریر کی اور فرمایا قرآن پاک فرماتا ہے کہ خدا ہی کی ذات ہے جس نے اس دنیا کو پیدا کیا۔ اور اس خدا کی مختلف صفات ہیں اور ان صفات کی وجہ سے خدا کے مختلف نام ہیں۔ جیسا کہ فرمایا لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ۔ اہل ہنود میں خدا کی صفات کے طور پر دیوتاؤں کے نام ہیں زمانہ گزر جانے پر اہل ہنود نے غلطی سے ان دیوتاؤں اور پھر رشیوں اور منیوں کو خدائی کا درجہ دے دیا اور شرک میں مبتلا ہو گئے حالانکہ خدا تعالیٰ کے رشی اور منی خدا تعالیٰ کی صفات کو ظاہر کرنے والے ہوتے ہیں یہ کتنے بھی روحانی لحاظ سے ترقی کر جائیں لیکن بہرحال یہ بشر اور انسان ہی ہوتے ہیں۔ اسی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کہ اگرچہ روحانی لحاظ سے میرا خدا سے گہرا تعلق ہے لیکن میں بشر ہی ہوں۔ اسی لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نوع انسانی کے لئے بہت بڑا نمونہ ہیں اور ہمیں آپ کے نمونہ پر چل کر روحانی ترقی حاصل کرنی چاہیئے۔ اسی ضمن میں آپ نے اس عظیم الشان روحانی انقلاب کا ذکر کیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ آج سے ۱۴۰۰ سو سال قبل ہوا۔ اور آخر میں دنیا کے بڑے بڑے لوگوں نے جس رنگ میں آپ کو خراج تحسین پیش کیا ہے ان کے وچار آپ نے سنائے

صاحب صدر جناب رادھا ناتھ صاحب رتھ نے اپنی صدارتی تقریر میں تقاریر پر تفصیلی ریویو کیا۔ بالخصوص حضرت میاں صاحب اور خاکسار کی تقریر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے بتایا کہ آج انسان کے اندر بد امنی کا دور دورہ ہے اور اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ انسان مذہب کو چھوڑ رہا ہے۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے اس زمانہ میں فرمایا کہ مذہب کے اصولوں پر عمل کرو۔ ان پر چلنے سے شانتی ملے گی۔ سارے ہی مذہب خدا کی طرف سے ہیں۔ لیکن بعد میں ان میں تبدیلیاں پیدا کر دی گئیں اور لوگ مذہب سے دور ہو گئے۔ آپ نے فرمایا میں نے خود حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی بعض کتابیں پڑھی ہیں جن میں آپ نے لکھا ہے کہ اسلام شانتی کا مذہب ہے اور اسلام کے معنی شانتی اور امن کے ہیں۔ اسلام دنیا میں شانتی اور امن کے لئے آیا تھا۔ حضرت مرزا صاحب نے بہت سی پیشگوئیاں کی تھیں جو پوری ہوئیں۔ آپ کی یہ بھی پیشگوئی تھی کہ اگر ہندو مسلمان آپس میں صلح نہیں کریں گے تو ان پر بہت بڑی تباہی آئے گی۔ چنانچہ آپ کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ جنگ عظیم کی بابت آپ نے پیشگوئی کی تھی۔ چنانچہ جنگ عظیم کے ذریعہ بھی بڑی تباہی ہوئی ہیروشیما اور ناگاساکی تباہ ہوئے۔ اب عرب اور اسرائیل میں جنگ ہو رہی ہے۔ اس بارہ میں بھی حضرت مرزا صاحب نے پیشگوئی فرمائی ہوئی ہے کہ بہت بھاری فوجوں کا اجتماع ہوگا اور شام کا علاقہ ان افواج کا صدر مقام ہوگا اور مختلف ملکوں میں بڑی جنگ ہوگی۔ آپ کی یہ پیشگوئیاں پوری ہو رہی ہیں۔ پرماتما ہمیں آپ کے دئے ہوئے شانتی سندیش کو سمجھنے کی توفیق دے۔ سید تنویر احمد صاحب نے اختتامی تقریر کی اور اور شکریہ ادا کیا۔ رات ۸ بجے جلسہ ختم ہوا۔

اس جلسہ میں غیر مسلم معززین کثرت سے شریک تھے۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے راجہ صاحب بڑمبا بھی اس میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ جلسہ کے بعد غیر مسلم معززین کی شیرینی اور چائے سے تواضع کی گئی۔

غیر احمدی احباب بھی شریک ہوئے۔ نیز عرق پٹنہ۔ بینکال اور کوٹ پلہ کے احمدی احباب نے بھی کافی تعداد میں شریک ہو کر جلسہ کو کامیاب کیا۔ جزاھم اللہ تعالیٰ۔

اگلے روز نماز فجر کے بعد حضرت میاں صاحب اور بیگم صاحبہ مختلف احباب کے گھروں میں تشریف لے گئے اور دعا فرمائی۔

مورخہ ۱۳ اپریل کو قبل دوپہر کرڑاپلی سے نابرکوٹ کے لئے روانگی ہوئی۔ یہ ایک چھوٹا سا موضع ہے جس میں کل ۳۶ گھر آباد ہیں۔ ان میں سے ۲۶ گھر بفضلہ تعالیٰ احمدی ہیں۔ یہاں پہنچ کر حضرت میاں صاحب مع بیگم صاحبہ محترمہ اور قافلہ کے دیگر ارکان احمدی احباب کے گھروں میں گئے اور ہر گھر میں دعا کی۔ بعد ازاں مسجد احمدیہ میں نماز ظہر و عصر ادا کی۔ اس کے بعد ایک جلسہ ہوا۔ خاکسار نے قرآن پاک کی تلاوت کی۔ سید رشید احمد صاحب نے سپاسنامہ پڑھا۔ حضرت میاں صاحب نے فرمایا ہر کام کا وقت مقرر ہوتا ہے بسا اوقات کسی کام کی خواہش ہوتی ہے مگر خدا کا حکم نہیں ہوتا اس لئے وہ کام نہیں ہوتا۔ میں اڑیسہ میں کئی مرتبہ آیا اور باوجود خواہش کے نابرکوٹ نہ آسکا۔ کوئی نہ کوئی روک پیدا ہوتی رہی آج میرا یہاں آنے کا پہلا موقع ہے۔ میں احباب کو اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ احمدیہ جماعت میں داخل ہونے کے بعد ایک احمدی کو اہم مقام حاصل ہوتا ہے۔ ہر احمدی کو اپنے اس مقام کو سامنے رکھنا چاہیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو آدمی اپنے مقام کو پہچانتا ہے وہ کبھی ہلاک نہیں ہوتا۔ احمدیہ جماعت میں اس امر کی بیشمار مثالیں موجود ہیں کہ لوگوں نے احمدیوں کی مخالفت کی لیکن مخالفین تباہ ہوئے اور احمدیوں کی اللہ نے حفاظت کی کیونکہ وہ احمدی اپنے مقام کو سمجھتے تھے۔ خدا پر پورا یقین رکھتے تھے۔ اس لئے یہاں کے احباب بھی خدا پر پورا یقین رکھیں خدا ان کی پریشانیوں کو خود دور فرما دے گا۔ دوسری بات جس کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں یہ ہے کہ یہ زمانہ آنحضرت کی بعثت ثانی کا زمانہ ہے۔ اس زمانہ کے امام حضرت مسیح موعود اور مہدی معہود علیہ السلام ہیں جو آنحضرت صلعم کے مثیل ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میری جماعت کو بھی ان حالات میں سے گزرنا پڑیگا جن میں سے انبیاء کی جماعتیں گزری ہیں پس جماعت احمدیہ کو بھی قربانیاں کرنی ہوں گی اور مخالفتوں کو برداشت کر کے ثابت قدم رہنا ہوگا

آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ میں خلافت کا نظام قائم فرمایا ہے۔ اور خلافت کی اطاعت میں ہی سب برکتیں ہیں۔ لہٰذا خلیفہ وقت کی اطاعت اور قربانی کرتے ہوئے آگے بڑھیں۔ باقی آیندہ

عہدیداران جماعتہائے احمدیہ بھارت کی اطلاع کیلئے

(۱) - سہ سالہ انتخابات سابقہ کے عہدوں کی میعاد گزشتہ ۳۰ اپریل ۱۹۷۴ء کو ختم ہوگئی ہے لیکن تا منظوری انتخابات نو سابق عہدیداران ہی کام کرتے رہیں گے۔

(۲) - انتخابات موصولہ کی منظوری کا اعلان عنقریب کیا جائے گا۔

(۳) - جن جماعتوں میں ابھی تک انتخاب نہیں ہوئے۔ وہ جلد توجہ فرمائیں۔

(۴) - انتخاب کے دوران حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کہ "عہدیداران کے لئے قرآن کریم ناظرہ جاننا ضروری ہوگا۔" کی تصدیق رپورٹ انتخاب میں کرنی ضروری ہوگی۔

ناظر اعلیٰ قادیان

لازمی چندوں کا تارک یقیناً خدا تعالیٰ کے حضور جوابدہ ہوگا

ہر جماعت کے ہر فرد کو یہ عزم کر لینا چاہیئے کہ چندہ عام۔ حصہ آمد۔ چندہ جلسہ سالانہ جو حتمی طور پر لازمی اور ضروری چندے ہیں۔ اور سب سے مقدم ہیں۔ کیونکہ اُن کی بنیاد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود رکھی ہے۔ اور ان کی باقاعدگی کی تاکید کرتے ہوئے حضور نے یہاں تک فرمایا ہے کہ:-

"جو شخص تین ماہ تک چندہ ادا نہ کرے گا اس کا نام سلسلۂ بیعت سے کاٹ دیا جائے گا۔ اور اس کے بعد کوئی مغرور یا لاپرواہ جو انصار میں داخل نہیں اس سلسلہ میں ہرگز نہ رہ سکیگا۔"

اس لئے عہدیداران وسیکرٹریانِ مال اور مبلغین کرام کو خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ خوش ہیں وہ احباب جو دین کو دُنیا پر مقدم رکھتے ہوئے خدا کے دین کے لئے اپنے وعدوں کو پورا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق بخشے۔ آمین

ناظر بیت المال آمد قادیان

اعلانِ دُعا: میرے بچے عزیز خلیل احمد نے اس سال یو۔پی بورڈ سے انٹرمیڈیٹ کا امتحان دیا ہے۔ تمام احباب جماعت سے عموماً اور صحابہ کرام حضرت مسیح موعود علیہ السلام و درویشانِ قادیان سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں مولیٰ کریم عزیز موصوف کو نمایاں کامیابی عطا فرمائے اور آئندہ بھی نمایاں کامیابیوں سے نوازتا رہے۔ خاکسار محمد شفیع احمدی صدیقی۔ ہمایوں پارک۔ چمن گنج۔ کانپور۔

نظم کچھ کام نہیں دیتا خلافت کے بغیر

بقیہ اداریہ صفحہ (۲)

کے نتیجہ میں جمع شدہ سرمایہ اور دین کے لئے عملی جدوجہد کو "اسلام دشمن طاقتوں کی مدد اور سرمایہ" کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ مگر احمدیوں پر ایسا الزام لگانے والے یا خلوص و محبت سے کی گئی مالی قربانیوں پر طنز کرنے والوں کو سورۃ توبہ کی حسب ذیل آیت کریمہ پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے۔ جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۔ (التوبہ: آیۃ ۷۹)

(ترجمہ) "وہ لوگ جو مومنوں میں سے خوشی سے بڑھ چڑھ کر صدقے دینے والوں پر طنز کرتے اور اُن پر بھی جو کہ سوائے اپنی محنت کی کمائی کے کوئی طاقت نہیں رکھتے۔ سو باوجود اس قربانی کے یہ معترض ان پر ہنسی کرتے ہیں۔ وہ یاد رکھیں اللہ اُن میں سے اُن مخالفوں کو ہنسی کی سزا دے گا اور اُن کو دردناک عذاب پہنچے گا"

آیتِ کریمہ میں جس عذابِ الیم کا ذکر ہے، چشمِ بینا ان لوگوں کو اسی وقت مبتلائے عذاب الیم پا رہی ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ وہ صاف لفظوں میں اس کا اقرار نہ کریں ؎

دل ہمارے ساتھ ہیں گو منہ کریں بک بک ہزار

الغرض یہ جو جماعتِ احمدیہ کو ساری دُنیا میں تبلیغِ اسلام اور اشاعتِ قرآنِ مجید نیز مدارس اور ہیلتھ سنٹرز کے ذریعہ خدمتِ خلق کا موقعہ مل رہا ہے وہ خلافت علیٰ منہاج النبوت کی برکت ہے۔ جو امام مہدی علیہ التحیۃ والسلام کے ظہور فرما ہونے کے بعد آپ کی برگزیدہ جماعت میں قائم ہوئی۔ اور اس پر آج ۶۶ سال پورے ہو کر جماعت نہایت درجہ کامیابیوں اور کامرانیوں کے ساتھ ۶۷ ویں سال میں قدم رکھ رہی ہے۔ رُوئے زمین کے تمام احمدی ایک واجب الاطاعت امام کے ہاتھ پر جمع ہیں اور اُن کا پیارا امام انہیں اپنی خداداد فراست اور القاءِ ربانی کے ذریعہ ایسی راہنمائی کرتا ہے جس کی اس وقت اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کے لئے فی الحقیقت ضرورت ہے۔ خلافتِ حقہ احمدیہ کے ہاتھ پر جمع ہو کر جماعتِ احمدیہ صحیح معنوں میں "جماعت" بنی اور ایک گلہ بان کے ماتحت ہو کر اس نے اجتماعی جدوجہد میں ایسا حصہ لیا کہ ساری دُنیا کے کروڑوں دیگر مسلمان منتشر بھیڑ کی طرح ہیں۔ اور باوجود عددی کثرت کے، بڑی بڑی مملکتوں کے مالک ہونے اور مال و دولت کے انبار اپنے پاس رکھنے کے ایسی دینی خدمات سے یکسر محروم و بے نصیب ہیں جو جماعتِ احمدیہ اپنے محبوب امام ہمام کی زیرِ قیادت عرصہ ۸۵ سال سے بجا لا رہی ہے۔ یہ ہے ایک بیّن فرق جماعت احمدیہ اور اُن نام کی تنظیموں کے درمیان جو ہیں تو تنظیمیں لیکن خلافت کے شیرازہ میں نہ پروئے جانے کے سبب اُن سب برکتوں سے بھی محروم ہیں جو خلافت ہی سے وابستہ ہیں۔ اسی لئے کہنے والے نے جب یہ کہا کہ ؎

نظم کچھ کام نہیں دیتا خلافت کے بغیر

تو اُس نے ایک واضح حقیقت کو بڑے ہی بلیغ انداز میں بیان کر دیا اور دُنیا قیامت تک اس کی ابدی صداقتوں کو بچشمِ خود مشاہدہ کرتی رہے گی۔ اور زبانِ حال سے اس پر مہرِ تصدیق ثبت کرتی رہے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ ❊

Phone 35 Registered with the registrar of news papers for India at No. R. N. 61/57 Regd No. P/G.D.P.3

Khilafat Number

The Weekly BADR Qadian

Editer— Mohammad Hafeez Baqapuri
Sub. Editer— Jawaid Iqbal Akhtar

Vol. 23 | 23rd May, 1974 | No. 21

"نبیوں کے بعد خلافت کا ذکر قرآنِ کریم میں دو جگہ آتا ہے۔ ایک تو یہ ذکر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے بعد خدا تعالےٰ نے بنی اسرائیل کو خلافت اس طرح دی کہ کچھ ان میں سے موسیٰ علیہ السّلام کے تابع نبی بنائے اور کچھ ان میں سے بادشاہ بنائے اب نبی اور بادشاہ بنانا تو خدا تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ ہمارے اختیار میں نہیں لیکن جو تیسرا امر خلافت کا ہے اور اس حیثیت سے کہ خدا تعالےٰ بندوں سے کام لیتا ہے، ہمارے اختیار میں ہے .... اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں صاف طور پر فرماتا ہے کہ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ جس طرح پہلے لوگوں کو مَیں نے خلیفہ بنایا مَیں تمہیں خلیفہ بناؤں گا۔ یعنی جس طرح موسیٰ علیہ السّلام کے سلسلہ میں خلافت قائم کی گئی تھی اسی طرح تمہارے اندر بھی اس حصّہ میں جو موسوی سلسلہ کے مشابہ ہوگا مَیں خلافت قائم کروں گا۔ یعنی محمد رسول اللہ صلعم کی خلافت براہِ راست چلے گی۔ اور پھر جب مسیحِ موعودؑ آجائے گا تو جس طرح مسیح ناصریؑ کے سلسلہ میں خلافت چلائی گئی تھی اسی طرح تمہارے اندر بھی چلاؤں گا۔"

(رسالہ خلافتِ حقّہ اسلامیّہ)

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۷۴ء رجسٹرڈ نمبر پی / جی ڈی پی - ۳